REGD NO-P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی ۳۔۵۰ ″
ممالک غیر
۷۔۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے۔

ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری

جلد | یکم اخاء ۱۳۳۸ ہش ۲۹ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

حضرت اقدس کی صحت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ (الحمد للہ)

احباب اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دعائیں التزام سے جاری رکھیں۔

قادیان ۲۸ ستمبر کل آٹھ بجے رات کی گاڑی سے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے حضرت بھائی جی کی عام صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے تاہم بوجہ پیرانہ سالی کے ضعف محسوس فرماتے ہیں اسکے پیش نظر احباب کے خطوط کا جواب دے سکنے کی معذرت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی وجود کو تادیر جماعت میں صحت و سلامتی سے رکھے۔ آمین۔

قادیان ۲۹ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

سورت کا سیلاب

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔)

سورت گجرات کا ایک مشہور اور قدیم شہر ہے۔ تین طرف سے دریائے تاپتی اس کا محاصرہ کئے ہے۔ ہندوستان کی وہ بندرگاہ ہیں جہاں عربوں کے تجارتی جہاز آیا کرتے تھے۔ ان میں تھانہ۔ ممبا پوری (نگیا) اور کھمبایت کے ساتھ سورت کا نام بھی آتا ہے۔ عہد مغلیہ میں سورت کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اسے "باب مکہ" کہا جاتا تھا۔ حاجیوں کا قافلہ یہیں سے "مکہ" کے لئے روانہ ہوتا تھا۔ تاپتی ندی سورت کے قریب سمندر یعنی بحر عرب سے مل جاتی ہے۔ سورت سے دو یا تین میل ہی کے بعد سمندر کے پانی کی حد شروع ہو جاتی ہے۔

انگریزی کوٹھی عہد مغلیہ میں سورت تجارت کا ایک مرکز تھا ۱۶۱۵ء میں انگلستان کے بادشاہ جیمس اول کا سفیر سر ٹامس شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں حاضر ہو کر ہندوستان میں تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کی اجازت حاصل کی اور سب سے پہلے سورت میں ہی انگریزی تجارتی کوٹھی کھولی۔ اور پھر یہیں سے تیندوے کی طرح اپنا جال تمام ہندوستان میں پھیلا دیا۔

نو میل لمبی دیوار مغل بادشاہ نے سورت کو تاپتی کے سیلاب سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے ارد گرد نو میل لمبی ایک مضبوط سی دیوار کھڑی کر دی تھی۔ یہ دیوار تاپتی کے بڑھتے ہوئے پانی کے تھپیڑے کھاتے کھاتے جا بجا سے کمزور ہو گئی ہے۔ تاپتی کے تیز و تند سیلاب نے اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک جگہ دیوار میں بڑا سا شگاف کر دیا۔ اور پھر ۷ ستمبر ۱۹۵۹ء کو یہ خبر آئی کہ شہر سورت سیلاب کی زد میں آگیا ہے۔ شہر میں پانی پندرہ فٹ تک کھڑا ہے۔ مویشیوں کی تباہی کا کیا کہنا آدمی بھی مکان کی چھتوں اور درخت کی ٹہنیوں پر پناہ گزیں ہیں۔ کچے مکانات گر چکے ہیں اور پختہ عمارتوں کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اندیشہ تو یہ تھا کہ ہزاروں آدمی مر گئے ہونگے۔ مگر شہر سورت کا نشیب و فراز انسان کو ہلاکت سے بچاتا رہا۔ یہ شہر اس طرح آباد ہے جس طرح پہاڑ کی ٹیکری کی آبادی ہوتی ہے۔ ایک سڑک کے اوپر دوسری سڑک اور ایک محلہ کے اوپر دوسرا محلہ۔ اسی طرح آبادی دہری تہری اونچائی پر پہنچی گئی ہے۔ لوگوں نے سب سے اونچی جگہ پر پناہ لی۔ مگر وہاں بھی پانچ فٹ تک پانی کھڑا تھا۔ مردوں کی پریشانی۔ عورتوں کی گھبراہٹ بچوں کی چیخ و پکار اور ساتھ ہی بھوک اور پیاس۔ بس قیامت کا منظر تھا اور طوفان نوح کا سماں۔

اہل بمبئی کا حال بمبئی میں جب یہ خبر پہنچی تو سارے شہر میں ایک کہرام سا مچ گیا گجراتی تاجروں کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جن کا وطن سورت ہے یا جن کی رشتہ داریاں سورت میں ہیں۔ لوگ ٹیلیفون اور ٹیلی گرام آفس کی طرف دوڑے۔ مگر معلوم ہوا کہ سارے سلسلے منقطع ہو چکے ہیں۔ وہاں کے حالات معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس طرف سے مایوس ہو کر لوگوں کا جم غفیر ریلوے اسٹیشن کی طرف لپکا اور سورت کے ٹکٹ مانگے تو جواب ملا کہ ٹکٹ کیسے۔ وہاں کی گاڑیاں تو راستہ سے لوٹ کر آ رہی ہیں۔ یہ دیکھو فرنٹیئر میل آ رہی ہے۔ اور وہ دیکھو گجرات میل بھی لوٹ آئی۔ دوسری گاڑیاں "بھوپال" کے راستہ دہلی روانہ کر دی گئی ہیں۔

وزیر اعلیٰ کا دورہ وزیر اعلیٰ نے بعض ہوائی جہاز اور بعض نے ہیلی کوپٹر کے ذریعہ سورت کا معائنہ کیا اور رپورٹ دی کہ وہاں تو لوگ مکان کی چھتوں اور درخت کی اونچی شاخوں پر پناہ گزیں ہیں۔ اس خبر کے پڑھتے ہی ہر شخص کو اپنا بیٹا۔ بیٹی۔ ماں باپ۔ بھائی۔ بہن۔ شوہر اور بیوی یاد آ گئے۔ اور ان کی بے بسی کا سماں آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ کیا قیامت کی گھڑی اس سے زیادہ سخت ہو گی؟

طوفان نوح کا منظر پھر اہل شہر نے سورت کے مصیبت زدوں کی مدد کے لئے فوج کے نوجوانوں کو پکارا۔ مگر آخر وہ بھی کیا کرتے۔ گئے اور شہر سے دور ہی رک گئے۔ پھر سو فوجی بوٹیں طلب کی گئیں۔ تب کہیں ان مصیبت زدوں سے رابطہ قائم ہو سکا۔ ان کی حالت زار کا کیا پوچھنا۔ ۴۷ گھنٹوں سے سیلاب کے پانی اور کیچڑ میں لت پت بیٹھے ہیں۔ رات کی دہشتناک تاریکی اور سیلاب کا خوفناک شور انہیں تین دن رات سے ڈرا رہا ہے۔ کھانے کے لئے دانہ اور پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں۔ انہیں خطرناک بگنیوں سے نکالا گیا۔ کھانے کے لئے غلہ اور پینے کے لئے صاف پانی دیا گیا۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ یہ سب کب اور کیسے ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہم اپنے گھروں اور بازاروں میں خوشی و مستی کے اوقات گذار رہے تھے کہ یکایک اس قہر الٰہی نے ہمیں آن دبوچا۔ ہم بھاگنا چاہتے تھے کہ مگر "این المفر"۔ اونچے سے اونچا مکان بھی ۵ فٹ پانی میں غرق تھا۔ ہمیں تو اس وقت رہ رہ کے وہ پہاڑیاں یاد آ رہی تھیں جن پر طوفان نوح کے وقت ان کے لڑکے نے پناہ لینی چاہی تھی۔ مگر وہ پناہ نہ دے سکی تھیں۔ ہم بار بار یہ سوچتے تھے کہ کیا ہمارا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔

اشارۂ قدرت سورت کا سیلاب اتر چکا ہے مگر اہل دل ابھی تک یہ سوچ رہے ہیں کہ آخر کارخانۂ قدرت میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ آسام ڈوبا۔ کشمیر غرق ہوا۔ اور جاتے جاتے اس قہر الٰہی نے دوبارہ اور شہر سورت کو آ دبوچا۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ اس وقت ایک آواز آتی ہے۔ پُر شوکت و ہیبت ناک آواز۔ کوئی فرشتہ اوج فلک سے زمین کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے:۔

"اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

کہتے ہیں کہ سورت کے سیلاب نے [illegible] سال کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ کاش اب انسان [illegible] مشیئت کو سمجھے اور غور کرے کہ آخر قدرت [illegible] تشدد پر کیوں آمادہ ہے اور قہر و غضب [illegible] ریکارڈ کیوں توڑتے جا رہے ہیں۔ [illegible] ڈیم کی غلا[illegible] مرعوب ہو کر ہمارے پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ سا کہ اگر کسی دیوتا پر عبادت [illegible] بڑھانی ہے تو چاہیئے کہ اب لوگ اس ڈیم پر [illegible] کی کیمنٹ پڑھایا کریں۔ [illegible] ایک [illegible] دیوار [illegible] سیلاب کے ایک ہی تھپیڑے [illegible] ہو گئی سائنس کا یہ چھوٹا سا شاہکار قدرت [illegible] حامل نہ کر سکا۔ آخر کب [illegible] ہم اب تو قدرت کی مرضی سمجھ [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء

زمین سے چاند تک

صدیوں سے انسان چاند پر جانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر باوجود بیشمار کوششوں کے ابھی تک اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ البتہ اس مسلسل جدوجہد اور لگاتار محنت اور سائنسی ترقی کے نتیجہ میں موجودہ دور کا انسان اس قابل ہو گیا کہ زمین سے پھینکا ہوا راکٹ چاند پر پہنچ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ روسی سائنس دانوں کا تیار کردہ راکٹ مورخہ ۱۴ ستمبر ۵۹ء کو ٹھیک چاند کی سمت سفر کرتا ہوا عین چاند کے اندر جا پہنچا۔ بعض لوگ اس میں ابھی شک کر رہے ہیں کہ یہ سب پراپیگنڈا ہے جو روس کی طرف سے اپنے حریف امریکہ کو مرعوب کرنے کی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ ادھر روسی راکٹ چاند پر پہنچا ادھر روس کے وزیر اعظم خروشچیف عازم امریکہ ہوئے ہیں!! لیکن اگر یہ بات درست ہے اور فی الواقع راکٹ چاند میں پہنچ چکا ہے تو اس سے روس کی سائنس میں برتری کا ثبوت ملتا ہے۔ اور فی زمانہ انسان کی یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ اس سے خلائی معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہونے کی توقعات ہیں۔

روسی خبرناموں میں بتایا گیا ہے کہ روس کا سرخ جھنڈا بھی راکٹ کے ذریعہ چاند میں پہنچایا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا نمونہ امریکہ میں صدر آئزن ہاور کی ملاقات کے وقت خروشچیف نے موصوف کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا اور موصوف نے اسے قبول کر کے اپنے ملک کے عجائب گھر میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔

اس قدر خبر عام دنیا کے لئے تو ایک تجربہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی یا زیادہ سے زیادہ اس سے سائنسدانوں کے ایک بڑے کارنامہ کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر الحاد و بے دینی کے مقابل پر روحانی دنیا میں چاند پر پہنچنے والا یہ روسی راکٹ اپنے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت روس الحاد و بے دینی کا علمبردار ہے۔ مگر عجیب اتفاق ہے کہ جس چیز کو وہ اپنی مادی ترقی اور سائنسی برتری کے لئے موجب فخر سمجھتا ہے اسی میں مذہب اور ہستی باری تعالیٰ کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے نبی عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج کے روئے زمین پر پھیل جانے اور ان کے ذریعہ محیر العقول ایجادات کے ظہور پذیر ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ یاجوج ماجوج کے دنیا بھر میں غلبہ پا لینے ... اور

پورے طور پر اُن کے عروج حاصل کر لینے کے سلسلہ میں حضورؐ نے خبر دی کہ:۔

"فیقولون لقد قتلنا من فی الارض ھلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابھم الی السماء فیرد اللہ نشابھم مخضوبۃ دماً"

(صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۷۴)

وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر لیا اب آؤ آسمان میں بسنے والوں کو قتل کریں چنانچہ اس غرض سے وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف پھینکیں گے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اُن کے تیروں کو خون کے رنگ میں رنگین حالت میں لوٹا دے گا۔

جس صورت میں کہ روسی راکٹ سرخ جھنڈے کو لے کر چاند پر پہنچا اور راکٹ کی ظاہری شکل و صورت بھی تیر سے ملتی جلتی ہے اور اس طرح راکٹوں کو خلائے آسمانی میں بھیجنے کا مقصد بھی تمام تر یہی ہے کہ ان کے ذریعہ فضائے آسمانی کے علوم کا انکشاف کیا جائے۔ تو دیکھو کہ آج سے سینکڑوں سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتیں کس شان سے پوری ہوئیں۔ جس سے اس بات کا پختہ ثبوت بہم پہنچا کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا کوئی خدا ہے۔ اور وہ عالم الغیب اپنے غیبی علوم سے کچھ حصہ اپنے برگزیدہ بندوں پر قبل از وقت کھولتا ہے۔ جسے بعد میں آنے والی دنیا اپنے مشاہدہ میں پورا ہوتے دیکھتی ہے۔

الغرض رسول اللہ کی بتائی ہوئی بات کا ایک حصہ تو روسی راکٹ کے آسمان کی طرف تیر کی شکل میں جانے سے پورا ہو گیا اب اس کے دوسرے حصہ کے پورے ہونے کا انتظار ہے۔ یعنی ان تیروں کے خون کے رنگ میں رنگین حالت میں واپس لوٹنا۔ سو وقت آتا ہے کہ وہ بھی پورا ہو۔ چنانچہ سائنس دان اس بات کی کوشش میں ہیں کہ سائنسی آلات کے کنٹرول سے راکٹ کو زمین پر واپس بھی لائیں۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ جس طرح رسول اللہ کی پہلی بات پوری ہوئی سائنسدانوں کو جب اس بات میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ تو رسول اللہ کی دوسری بات بھی پوری ہو جائے گی البتہ اس کے ساتھ کچھ خوفناک صورت حال بھی وابستہ نظر آتی ہے۔ ممکن ہے کہ

یہ صورت اُسی عالمگیر تباہی کی شکل میں ظاہر ہو جس کی تیاریاں اس وقت دونوں کیمپوں میں پورے زور سے شروع ہیں اور وہ تباہ کن آلات حرب جن کی تیاری میں دن رات صرف کئے جا رہے ہیں استعمال میں آ جائیں۔ اور دنیا یاجوج ماجوج کے چھوڑے ہوئے خونیں تیروں کو آسمان سے نیچے اترتا دیکھ لے!! (اعاذنا اللہ منھا) +

چاند پر پہنچا دیا راکٹ اپنا روس نے

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

چاند پر پہنچا دیا[1] راکٹ اپنا روس نے
جو خبر دی[2] مخبرِ صادق نے نکلی ہے صحیح
ایک حصہ باقی ہے یعنی خون آلود تیر
واپس آئے گا نشاں لے کر پہنچنے کا صریح
عالمِ بالا کے اسرار خفی لا انتہا
پا نہیں سکتے ہیں یاجوج اور ماجوج قبیح
کھال اُتاری جائے گی جتنی بھی ہیں ہفت افلاک کی
چہرہ آئے گا نظر نورِ حقیقی کا صبیح

چاند نبیوں کا رہے روشن۔ یہ کرتا ہے دعا
خاکسار اکمل غلام حضرتِ مہدی مسیح

[1] اس میں اس خبر کی طرف اشارہ ہے کہ ۱۴ ستمبر ۵۹ء کی صبح کو روس نے اپنا راکٹ چاند میں پہنچا دیا۔
[2] اس میں صحیح مسلم میں مذکور نواس ابن سمعان کی لمبی روایت کے اُس حصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج ماجوج کے غلبہ کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ فیرمون بنشابھم الی السماء فیرد اللہ علیھم نشابھم مخضوبۃ دماً (مشکوٰۃ ص۴۷۴) (یعنی زمین پر غلبہ پا لینے کے بعد وہ آسمان کا رُخ کریں گے) چنانچہ آسمان کی طرف اپنے تیر چلائیں گے خون آلود حالت میں اُن کے پاس واپس لوٹیں گے۔ (اڈیٹر)

اعلان بحالی وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز نے بحال فرما دی ہیں:۔

۱۔ مکرم حبیب اللہ صاحب موصی نمبر ۸۷۸۹ کانپور
۲۔ ” محمد شفیع صاحب ” نمبر ۸۱۰۸ ”
۳۔ ” محمد اسماعیل صاحب ” نمبر ۸۴۱۹ ”
۴۔ ” دل محمد صاحب ” نمبر ۹۹۱۲ چارکوٹ

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مکرم بابا کرم الٰہی صاحب درویش قادیان کی وفات

إنا لله وإنا إليه راجعون

قادیان ۲۵ ستمبر کل رات (یعنی ۲۴/۲۵ کی درمیانی شب) بوقت گیارہ بجے مقامی درویش مکرم بابا کرم الٰہی صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج بعد نماز جمعہ محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے درویشوں کی کثیر تعداد کے ساتھ مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں بارش کا پانی جمع ہو جانے کی وجہ سے مرحوم کو مسجد اقصےٰ کے قریب امانتاً دفن کیا گیا۔ مکرم بابا صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ایک عرصہ سے بوجہ پیرانہ سالی چلنے پھرنے سے معذور ہو چکے تھے اور آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ مرحوم بڑے دعا گو اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ احباب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین +

خطبہ جمعہ

زندگی کے تین دور — بچپن — جوانی اور بڑھاپا

افراد کی طرح قوموں پر بھی یہ تینوں دور آتے ہیں چنانچہ صحابہ پر بھی آئے اور انہوں نے ہر دور میں اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ جولائی ۱۹۴۵ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ نے ہر ایک چیز کے لئے

ایک عمر مقرر کی ہے

اور پھر اس عمر کے کئی حصے بناتے ہیں۔ پہلے کمزوری کا دور ہوتا ہے۔ پھر طاقت کا دور ہوتا ہے۔ اور پھر ضعف کا دور ہوتا ہے۔ قوتِ نامیہ رکھنے والی چیزیں ہمیشہ اسی قانون کے ماتحت چل رہی ہیں۔ اور اگر وہ اپنی حیاتِ طبعی کے نیچے چلیں تو ان پر یہ تینوں ادوار گزرتے ہیں۔ بعض چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو حیاۃ طبعی کو حاصل نہیں کرتیں اور بعض وجود دنیا میں ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو اپنی حقیقی شکل اختیار کرنے سے پہلے ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ جیسے انسانوں میں عورتوں کے اور دوسرے جانوروں میں ماداؤں کے حمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ ابھی پیدا ہونے والی چیز اپنا حقیقی وجود حاصل نہیں کرتی کہ تلف ہو جاتی ہے۔ پھر

بعض ایسے وجود بھی ہوتے ہیں

جو حقیقی وجود حاصل کرنے کے بعد اور اپنی کامل شکل اختیار کرنے کے بعد اپنے قویٰ اور اپنی طاقتوں کو ظاہر نہیں کر سکتے جیسے بعض بچے پورے حمل میں ضائع ہو جاتے ہیں یا مردہ بچے پیدا ہو جاتے ہیں یا پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ پھر کچھ وجود ایسے بھی ہوتے ہیں جو کامل وجود کو حاصل کر لینے کے بعد ان قویٰ اور طاقتوں کو ظاہر کرنے لگتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے ان کے اندر پیدا کی ہوتی ہیں۔ لیکن ابھی کمزوری ہی کا دور ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ خواہ وہ وجود انسانوں میں سے ہوں یا جانوروں سے جیسا کہ بعض لوگوں کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ وجود ایسے ہوتے ہیں۔ جو اس عمر سے ترقی کر کے جوانی کو پہنچتے ہیں۔ لیکن بیشتر اس کے کہ جوانی اپنے کمال کو پہنچے وہ جوانی کے ابتداء میں یا درمیان میں ہی مر جاتے ہیں۔ لیکن کچھ طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے جو زندگی کے ان تینوں دوروں میں سے گذرتا ہے۔ یعنی بچپن میں سے بھی گذر جاتا ہے۔ جوانی سے بھی گذر جاتا ہے اور بڑھاپے کا زمانہ بھی اس پر آتا ہے اور وہ بڑھاپے میں اپنی زندگی کا کچھ حصہ گذارتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتا ہے گذارتا ہے یہ

تینوں دور

اپنے اندر الگ الگ رنگ رکھتے ہیں۔ اور یہ تینوں دور ایسے ہیں جو اپنے اندر خوبیاں بھی رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ خرابیاں بھی ہیں۔ بچپن کی خرابیاں ہمیشہ جہالت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ چونکہ اس عمر میں انسان کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس لئے ایسی حرکات کر بیٹھتا ہے۔ جو اس کی ذات کے لئے بھی مضر ہوتی ہیں۔ اور دوسروں کے لئے بھی۔ اسی طرح علم نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات۔ وہ جہالت کی باتوں کو سُن کر انہیں علم سمجھ لیتا ہے۔ جیسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں۔ کل مولودٍ یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ یعنی بچہ تو فطرتاً اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کی غلط باتیں اس کے کان میں ڈالتے رہتے ہیں۔ اور بچپن کی وجہ سے چونکہ اس کے اندر امتیاز کرنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے۔ خواہ وہ باتیں فطرۃ کے خلاف ہوں خواہ عقل کے خلاف ہوں اور خواہ دیانت کے خلاف ہوں۔ تو یہ بچپن کی کمزوری ہے۔ بچپن میں تجربہ نہیں ہوتا۔ اور تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے بچہ غلط اور صحیح بات میں امتیاز کرنے کی قابلیت کم رکھتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بچپن کی عمر میں بعض خوبیاں بھی ہوتی ہیں بچپن کی عمر کا موجودات کے ساتھ پہلا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے بچے جو علم بچپن میں سیکھ سکتے ہیں وہ بڑے ہو کر نہیں سیکھ سکتے۔

اس کا تجربہ یوں ہو سکتا ہے

کہ دو آدمیوں کو لیکر شہر میں سے گذرو۔ ان میں سے ایک ایسا ہو جو اس جگہ پیدا ہوا ہو۔ اور دوسرا ایسا ہو جو باہر سے آیا ہو۔ تو تم دیکھو گے کہ باہر سے آنے والا کئی ایسے سوالات کرے گا۔ جو اسی جگہ کے رہنے والے کے دل میں بھی پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ ان چیزوں کو شروع سے دیکھتا آیا ہے اور دیکھتے چلے آنے کی وجہ سے

تجسس کا مادہ

اس میں نہیں رہا۔ لیکن جو نیا نیا آتا ہے وہ ہر چیز کو غور سے دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ کیا ہے۔ وہ کیا ہے؟ یہ اس طرح کیوں ہے؟ اسی طرح جو لوگ بڑی عمر کے ہو جاتے ہیں۔ وہ اس دنیا کی زندگی کے عادی ہو جاتے ہیں

[illegible]

چکے ہوتے ہیں اور اپنے لمبے تجربہ کی بنا پر اور لمبے تجسس کی وجہ سے اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ دنیا کی بعض چیزیں سمجھ میں آسکتی ہیں۔ اور بعض نہیں آسکتیں اور جو چیزیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں ان میں سے ایک بڑا حصہ ہوتا ہے جو دوسروں کی سمجھ میں آسکتا ہے مگر جب وہ اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ یہ چیزیں ہماری سمجھ میں آہی نہیں سکتیں تو ان کی طرف سے توجہ ہٹا لیتے اور ان کے متعلق تجسس چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر

بچے کے اندر یہ مادہ ہوتا ہے

کہ جب وہ کوئی نئی چیز دیکھتا ہے۔ تو اس کے متعلق سوالات شروع کر دیتا ہے اگر بادلوں کو دیکھتا ہے تو پوچھتا ہے کہ بادل کیا چیز ہیں؟ کیوں آتے ہیں؟ کہاں سے آتے ہیں؟ کیونکر برستے ہیں۔

غرض وہ سوالات جو ایک سائنسدان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یا ایک حساب دان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یا ایک تاریخ دان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہی سوالات اس بچے کے دل میں بھی پیدا ہوتے ہیں بلکہ درمیانہ درجہ کے سائنسدان۔ درمیانہ درجہ کے حساب دان اور درمیانہ درجہ کے تاریخ دان کے دل میں وہ سوالات پیدا ہی نہیں ہوتے جو ایک بچے کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ سوالات ان کے دلوں میں اسلئے پیدا نہیں ہوتے کہ وہ دنیا میں ایک لمبا عرصہ رہنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہوتے ہیں کہ ہر چیز جس کا وجود دنیا میں ہے۔ ہم

اس کی کنہ اور حقیقت

کو حل نہیں کرسکتے۔ لیکن بچے نے ابھی یہ سوال حل نہیں کیا ہوتا وہ سمجھتا ہے۔ کہ میرا فرض ہے کہ میں ہر چیز کو غور سے دیکھوں۔ اور اس کے متعلق پوچھوں۔ اس لئے وہ ہر چیز کے متعلق سوال کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا دماغ بھی ان باتوں کو اخذ کرنے میں بڑوں سے زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ اگر بچپن کا زمانہ انسان پر نہ آتا تو

بچپن کی خصوصیات

نہ ہوتیں۔ تو دنیا میں علوم کا قیام بھی نہ ہوتا۔ کیونکہ علوم کا قیام بچپن کے ساتھ وابستہ ہے۔ پھر جوانی آتی ہے۔ جوانی کام کرنے کے دن ہوتے ہیں۔ ان کام کے دنوں میں انسان قسم قسم کی قربانی کرتا ہے۔ اور قسم قسم کی جرأت کے نظارے دکھاتا ہے اور اپنے عمل کے ساتھ دنیا میں تغیر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ بچپن کے علوم اور بچپن کے سوالات کی وجہ سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ دنیا نے کچھ بھی کیا۔ لیکن میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ اور

یہ انسانی فطرت ہے

کہ جسے تجربہ نہیں ہوتا وہ [illegible] کہ لوگوں نے اس کام کو پوری [illegible] اس لئے وہ اس میں غلطی کرتے [illegible] اس کام کو زیادہ بہتر صورت [illegible] اس خیال کی وجہ سے وہ لازمی طور پر دنیا میں تغیر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور چونکہ حرکت میں برکت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کے ذریعہ ایسا تغیر ہوتا ہے۔ جو دنیا کے لئے بہت ہی مفید اور دنیا کو ایک قدم آگے بڑھا دینے والا ہوتا ہے۔ اور یہ کامیابی اس کو اس

قوتِ عملی

کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو بچپن نے اس کے اندر پیدا کی۔ بچپن میں بچے کو اگر کھلونا دیا جائے تو وہ اس کو توڑ دیتا ہے۔ وہ کھلونے کو اس لئے توڑتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے میں اس سے اچھا بنا سکتا ہوں۔ لیکن بوجہ بچپن کے اس کو توڑ کر بنانے پر قادر نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ جوان ہوتا ہے اور اس میں تخلیق کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اس کھلونے کو بنانے کی کوشش کرتا ہے [illegible] گو بسا اوقات وہ غلطی بھی کرتا ہے۔ لیکن بعض اوقات کامیاب بھی ہو جاتا ہے بلکہ اس سے بھی اچھا بنا لیتا ہے مگر جہاں جوانی میں خوبیاں ہیں وہاں

بعض نقائص بھی ہیں

کہتے ہیں جوانی دیوانی۔ انسان جوانی میں کہتا ہے کہ جو بھی میری بات کا انکار کرے اسے [illegible] اور جو مقابلہ کرے اسے کچل دو [illegible] لمبے تجربہ کے بعد وہ [illegible]

ہے۔ کہ انکار اور مقابلہ کرنے والے وجود بعض دفعہ بہت مخلص ثابت ہوتے ہیں۔ جوانی کہتی ہے کہ جو مقابلہ کرتا ہے۔ اسے مار دو۔ نکال دو۔ لیکن تجربہ انسان کو بتاتا ہے کہ جنہیں وہ مارنا چاہتا ہے یا جن کو وہ نکالنا چاہتا ہے یا جن کو وہ توڑنا چاہتا ہے وہی کل کو بڑے کام کے وجود ثابت ہوں گے آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے والے بعد میں کتنے مخلص وجود ثابت ہوئے مثلاً

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ہی ایسے تھے۔ جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک نے میرا انکار کیا۔ مگر ابوبکرؓ ایسا تھا جس میں میں نے کوئی کجی نہیں دیکھی۔ مگر دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے تھے۔ اب جوانی میں انسان کے جو خیالات ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سلوک کیا جاتا۔ اور فرض کرو کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس طاقت ہوتی۔ اور نوجوانوں کے ہاتھوں میں کام ہوتا۔ اور

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کو مار ڈالتے۔ تو حضرت عمرؓ کو مارنا صرف عمرؓ کا مارنا نہ ہوتا۔ بلکہ ساری دنیا کو مار دینے کے مترادف ہوتا۔ کیونکہ جس قسم کے تغیرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئے۔ اور جس قسم کا کام حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کیا۔ ایسا کام دنیا میں بہت کم انسانوں نے کیا ہے۔ پس اگر یہی فیصلہ ہوتا۔ کہ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے اس لئے ان کو قتل کر دیا جائے۔ تو دنیا ایک نہایت ہی قیمتی وجود سے محروم ہو جاتی۔ اسی طرح

حضرت خالدؓ بن ولید

جو اسلامی فتوحات کے بڑے بھاری موجب ہیں۔ اور اُنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور سالہا سال تک رات دن اپنے آپ کو موت میں ڈال کر اسلام کی خدمت کی۔ یقیناً ان کو بھی نوجوانوں کے فیصلہ کے ماتحت مار دیا جاتا۔ حضرت عمروؓ بن العاص کی موت کا فتویٰ بھی صادر کیا جاتا۔ عکرمہؓ بن ابی جہل جو اپنے بعد کی قربانیوں کی وجہ سے دنیا کے لئے ایثار کی ایک بہترین مثال قائم کر دی اسے بھی قتل کر دیا جاتا۔ اور اگر ایسا ہوتا۔ تو یہ لوگ جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور جو اسلام کی تاریخ میں روشن ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں اور

جن پر مسلمان آج بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ نہ اسلام کے لئے قربانیاں کرتے۔ اور نہ مسلمان ان ہستیوں پر فخر کر سکتے۔ تو جوانی میں جہاں قوتِ عملیہ پائی جاتی ہے۔ وہاں بوجہ اس خیال کے کہ دنیا غلطی کر رہی ہے میں اس غلطی کو درست کروں گا۔ اور بوجہ اس کے کہ اس کو درست کرنے کے ساتھ

دوسرا پہلو یہ بھی ہوتا ہے

کہ جو چیز بگڑی ہوئی ہے اسے توڑ ڈالوں۔ بعض نوجوان دیوانگی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد بڑھاپا آتا ہے۔ بعض دفعہ بڑھاپا ایسا ہوتا ہے کہ انسان سیکھا سکھایا سب کچھ بھول جاتا ہے جیسے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

ومنکم من یرد الی
ارذل العمر لکیلا
یعلم من بعد علم
شیئاً۔ (سورہ الحج)

اس حالت میں انسان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میں نے بعض بڈھوں کو بچوں کی طرح روتے دیکھا ہے۔ محض اس لئے کہ مجھے فلاں چیز نہیں ملی۔ یا فلاں نے میری خبر گیری نہیں کی مجھے یاد ہے۔

مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم

قادیان آئے۔ اور ان سے مختلف باتیں ہوئیں آخر میں اُنہوں نے علیحدگی میں میرے ساتھ گفتگو کی۔ اور صاف طور پر اقرار کیا۔ کہ وہ پوری طرح سمجھ گئے ہیں۔ کہ راستی اور سچائی قادیان میں ہے۔ لیکن ساتھ ہی رو پڑے۔ اور کہا کہ میں مجبور ہوں۔ میری بیوی میری طہارت کرتی ہے اور وہی میری خدمت کرتی ہے۔ اسلئے میں اس کا محتاج ہوں۔ پیغامیوں نے میرے بیوی بچوں کو لالچ دیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ انہیں نہیں چھوڑتے اور میں ان کے ساتھ جانے پر مجبور ہوں اب یہ بھی

بڑھاپے کی ایک مجبوری تھی

لیکن بڑھاپا اپنے ساتھ تجارب بھی لاتا ہے بچپن اور جوانی کے تجارب کے بعد جو خلاصہ نکلتا ہے بڑھاپا اس خلاصہ کا برتن ہے۔ جیسے بھینس چارہ کھاتی ہے۔ اس کو حمل ہوتا ہے حمل سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے تھنوں میں دودھ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ برتن جس میں دودھ دوہا جاتا ہے۔ وہ بڑھاپا ہے جو تمام زندگی کا خلاصہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر انسان کی اعصابی طاقتیں ماری جائیں۔ تو یہ عمر انسان کے لئے دکھ اور تکلیف کی عمر ہوتی ہے۔ لیکن اگر دماغی طاقتیں قائم

رہیں۔ اور جسمانی طاقتیں بھی ایسی کمزور نہ ہوں کہ انسان بے کار ہو جائے۔ تو یہ عمر

زندگی کے تجارب کا بہترین خلاصہ

ہوتی ہے۔ جس کے بغیر دنیا صحیح طور پر آگے نہیں بڑھ سکتی۔ غرض ہر دور اپنے اندر خوبیاں بھی رکھتا ہے۔ اور نقائص بھی۔ جس طرح انسانی زندگی ہے۔ اسی طرح قومی زندگی بھی ہوتی ہے۔ جس طرح ایک فرد پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح قوم پیدا ہوتی ہے اور جو ادوار افراد پر گذرتے ہیں۔ وہی قوموں پر بھی گذرتے ہیں۔ قومیں بھی افراد کی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ بچوں کی طرح بچپن کی غلطیاں بھی کرتی ہیں بچپن کی قسم کی بے وقوفیاں بھی کرتی ہیں۔ اور بچوں کی طرح سوال و جواب بھی کرتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

ہزاروں سوالات

صحابہؓ کی طرف سے اور مستورات کی طرف سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئے گئے اور جب آپؐ نے ان کے جوابات دیئے تو ان کا علم ترقی کر گیا۔ اور آنے والے لوگوں کے لئے ترقی کا ایک باب کھل گیا۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کی مجلس میں آیا اور کہنے لگا کہ ہمیں تو آپ کی شریعت پر رشک آتا ہے پیشاب۔ پاخانہ۔ نہانا۔ دھونا۔ کھانا۔ پینا۔ کپڑے پہننا غرض ہر چیز کا ذکر اس میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہ رشک اسے انہی سوالات کی وجہ سے پیدا ہوا۔ جو صحابہؓ فرداً فرداً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتے تھے۔ اگر ان سوالات کو الگ الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو بچوں کے سے سوالات معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر انہیں یکجائی طور پر دیکھا جائے۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ اگر یہ سوالات نہ ہوتے۔ تو

اسلام کی عمارت

نامکمل رہ جاتی۔ اس کے مقابلہ میں جن قوموں کی بچپن کی عمر مکمل رہ جاتی ہے۔ وہ احکام کی تفاصیل سے محروم رہتی ہیں۔ اور جب ان سے اخلاقی یا تمدنی احکام کی تفصیلات کے متعلق سوال کیا جائے۔ تو وہ کہہ دیتی ہیں کہ اس کے متعلق تو ہماری شریعت میں کچھ نہیں لکھا۔ لیکن قرآن کریم نے تمام امور پر روشنی ڈالی ہے اور کسی اہم امر کو نظر انداز نہیں کیا۔ گو تمام

مضامین کی تفصیل

اس کے اندر نہیں۔ ورنہ اتنے مضامین کی تفصیل محدود صفحات میں آسکتی تھی۔ اگر قرآن کریم میں سب مضامین اس تفصیل کے ساتھ لکھے جاتے اور ہر آدمی سب مسائل

کا جواب اسی میں سے نکال سکتا۔ بلکہ ہر سوال اس میں حل کیا ہوا ہوتا۔ تو قرآن کریم چار پانچ سو صفحے کی کتاب نہ ہوتی بلکہ

دس بیس لاکھ صفحے کی کتاب

ہوتی اور کوئی بھی اسے پوری طرح پڑھ نہ سکتا اور بجائے ہر رمضان میں پورا قرآن مجید تلاوت کر لینے کے لوگ ساری عمر پڑھتے رہتے اور پھر بھی پورا نہ پڑھ سکتے کوئی چند رھویں پارے تک پہنچتا اور مر جاتا کوئی بیسویں پارے تک پہنچتا اور مر جاتا اور کوئی ایک آدھ ہی زیارت کے قابل ایسا ملتا جس نے پورا قرآن مجید پڑھا ہوتا۔ تو عوام الناس کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ

ضروری تھا

کہ خدائی کلام مختصر ہو۔ اور اس میں اشارۃً سارے علوم موجود ہوں اور ان اشارات کی تفصیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہو۔ یہ تفصیل اسی صورت میں ظاہر ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے صحابہؓ کو یہ شوق عطا فرمایا کہ جیسے بچہ سوال کرتا چلا جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اماں یہ کیا ہے وہ کیا ہے؟ اسی طرح صحابہ سوال کرتے چلے جاتے تھے۔ آخر یہ جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ

یاایھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم (المائدہ ع ۱۴)

یعنی اے مومنو! تم ان باتوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہارے لئے تکلیف کا موجب بن جائیں۔ تو کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ صحابہ کرامؓ کثرت سے سوال کیا کرتے تھے لیکن جیسے بچہ جب سوال کرنے میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو اس کو روکا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے صحابہؓ کو سوالات کی زیادتی سے روکا۔ لیکن اس بات سے پتہ لگتا ہے کہ

بچپن کا زمانہ

صحابہؓ پر پوری طرح آیا۔ اور اُنہوں نے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ چنانچہ اموال کو خرچ کرنے کا سوال آیا تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں۔ بلکہ وہ فوراً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے اموال کو کس طرح خرچ کریں؟ ساری دنیا کھانا کھاتی ہے مگر صحابہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور کہا یا رسول اللہ! کونسی چیز حلال اور کونسی حرام ہے: دنیا میں یتیم پائے جاتے ہیں مگر صحابہؓ کو ان کا بھی احساس ہوا۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یتامیٰ کے بارے میں کیا احکام ہیں؟

غرض صحابہؓ نے سوالات پوچھتے چلے گئے اور جو پوچھنے کے عادی نہ تھے وہ پوچھنے والوں کے ساتھ چمٹ گئے۔ جیسے حضرت ابو ہریرہؓ خود نہیں پوچھتے تھے۔ لیکن سارا دن مسجد میں پڑے رہتے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتے رہتے تھے۔

پھر

شباب کا دور آیا

تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور میں بھی صحابہؓ کرام نے وہ قوت عملیہ دکھائی کہ دوسری اقوام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس چھوٹی سی قوم نے تھوڑے سے عرصہ میں ہی بڑی بڑی سرکش حکومتوں کو کچل کر رکھ دیا۔ عرب کی آبادی اس وقت پچاس ساٹھ لاکھ کے قریب ہے اور میرا اندازہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کی آبادی دس لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔

دس لاکھ کے معنے یہ ہیں

کہ اتنی آبادی تھی جتنی آبادی اس وقت لاہور شہر کی ہے۔ مگر کیا کوئی قیاس کر سکتا ہے کہ لاہور کی آبادی اٹھے اور امریکہ کی حکومت کو یا انگلستان کی حکومت کو یا روس کی حکومت کو یا جرمنی کی حکومت کو یا جاپان کی حکومت کو توڑ کر رکھ دے۔ بلکہ لاہور تو پھر بھی متمدن شہر ہے۔ یوں سمجھو کہ جھنگ کا ضلع اٹھ کھڑا ہو۔ یا ڈیرہ غازیخان کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور ان کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور ان کے اٹھتے ہی روس سے خبر آ رہی ہو کہ ماسکو فتح ہو گیا ہے۔ انگلستان سے خبر آ رہی ہو کہ لنڈن فتح ہو گیا ہے۔ امریکہ سے خبر آ رہی ہو کہ واشنگٹن اور نیویارک فتح ہو گیا ہے۔ جاپان سے خبر آ رہی ہو کہ ٹوکیو فتح ہو گیا ہے۔ یہ بات کسی انسان کے وہم میں بھی نہیں آ سکتی۔ اور پھر یہ کامیابی کسی لمبے عرصہ میں نہیں بلکہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت پونے تین سال اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ دس سال ہے۔ اس

بارہ سال کے عرصہ میں

قریباً تمام ملک فتح ہو گئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں کوئی ملک ایسا نہ تھا جو فتح نہ ہو گیا ہو۔ پس صحابہؓ پر شباب بھی آیا تو ایسا کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پھر بڑھاپے کا زمانہ آیا تو وہ بھی کمال کا

بڑھاپے کے معنے

عقل اور تجربہ کے ہیں۔ عقل اور تجربہ کے لحاظ سے جس طرح صحابہؓ نے حدیث کی تدوین کی۔ یا قرآن مجید کے معارف اور اس کے نکات کو اخذ کیا ہے کسی اور قوم نے اتنے قریب زمانہ میں اخذ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی قوم نے اس قدر قریب زمانہ میں تصوف اور فقہ کی تدوین کی جتنے قریب زمانہ میں صحابہؓ نے کی۔ یہودیوں میں فقہ اور تصوف کی بے شک تدوین ہوئی۔ مگر ایک ہزار سال کے بعد یعنی حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ سے چار سو سال پہلے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور تابعین نے ان

علوم کی تدوین

میں کمال کر دیا۔ تو بڑھاپا بھی آیا مگر کمال درجے کا۔ گویا صحابہؓ نے تینوں ادوار کا اعلےٰ ترین نمونہ باقی دنیا کے لئے قائم کر دیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی تاریخ پڑھ کر انسان کے دل پر ایسا گہرا اثر پڑتا ہے کہ کسی قوم کے [illegible] پڑھ کر وہ اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اسی کام [illegible] کے لئے کھڑا کیا ہے جو صحابہؓ نے کیا تھا۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہمارا بچپن کیسا تھا۔ اور ہماری جوانی کیسی ہے؟ اگر بچپن اچھا نہ ہو تو انسان گھبراتا ہے کہ فلاں بات نہیں پوچھی فلاں بات باقی رہ گئی۔ لیکن اگر بچپن کمائی کا ہو تو تسلی ہوتی ہے کہ ہم نے جو کچھ پوچھنا تھا پوچھ لیا۔

ایک روایت میں آتا ہے

کہ صرف دو باتیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حل کرانی رہ گئی تھیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے وہ دو باتیں بھی حل ہو گئی تھیں لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے دلوں کو تسلی تھی کہ ہم نے باقی سب باتیں پوچھ لی ہیں۔ صرف دو باتیں حل کرانی رہ گئی ہیں۔ مگر کیا کوئی دوسری قوم ایسی ہے جو یہ کہہ سکے کہ ہم نے جو کچھ پوچھنا تھا پوچھ لیا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یہ کہہ سکتی ہے کہ ہم نے جو کچھ حل کروانا تھا کروا لیا۔ کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قوم کہہ سکتی ہے کہ ہم نے جو کچھ حل کروانا تھا کروا لیا۔ اگر اب ان پر کوئی سوال پڑے تو وہ اس کے لئے عقل دوڑاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ خدائی کتاب کی طرف رجوع کریں۔ اور اس سے جواب حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے دشمنوں کے خلاف یہی حربہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ غلط بات ہے کہ انسان اپنے پاس سے کوئی دعویٰ کرے یا کسی دعوے کی دلیل پیش کرے۔ بلکہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ دعوےٰ بھی اسی کتاب سے پیش کرے جسے وہ مانتا ہے دلیل بھی اسی کتاب سے دے۔ لیکن اسلام کے سوا تمہیں کوئی مذہب ایسا نظر نہیں آئے گا جو دعوے بھی اسی کتاب سے پیش کرے جس کو وہ مانتا ہے اور دلیل بھی اسی کتاب سے دے۔

ہمارا دعویٰ ہے

کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری کتاب میں صحابہؓ کا رنگ پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اور عملی طور پر ہماری جماعت صحابہؓ سے مشابہت رکھتی ہے یا نہیں۔ مخالف تو اعتراض کیا ہی کرتے ہیں کیونکہ ہم ہر ایک دوسرے کے خیرخواہ اور محب نہیں کیا ہم سمجھتے ہیں کہ وہی کام کر رہے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کی جماعتیں کیا کرتی ہیں۔ اور جس کا اعلےٰ نمونہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ نے دکھایا۔ اگر دیانتداری کے ساتھ ہمارا جواب ہو ”ہاں“ تو ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا اور اگر دیانتداری سے جواب ہو ”نہیں“ تو

ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں

اور ہمیں بہت جلد اپنی اصلاح اور جماعت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ہمیں اپنی موجودہ قربانیوں کو بہت زیادہ بڑھا دینا چاہیئے۔ ہم میں بہت سے ایسے ہیں جن کی زندگیاں شریف انسانوں کی طرح تو بسر ہو رہی ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان کی زندگی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ یا تابعین کی طرح بسر ہو رہی ہے یا نہیں۔ مجھے جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے اس سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی تو وہ یہ فقرہ کہہ کر مجھے اس کے متعلق خوش کرنا چاہتا ہے۔ مگر میرا دل جل جاتا ہے۔ کہ یہ تو ایسا ہی ذلیل درجہ ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے فلاں شخص بدمعاش نہیں۔ فلاں شخص خبیث نہیں یہ بھی کوئی تعریف ہے اگر کوئی آدمی بادشاہ کے دربار میں چلا جائے اور کہے اے بادشاہ تو خبیث نہیں۔ اے بادشاہ تو بدمعاش نہیں۔ اے بادشاہ تو لچا نہیں۔ تو بتاؤ وہ وہاں سے انعام لے کر نکلے گا یا مار کھا کر

یہ چیزیں تو ساری سلبی ہیں

یہ نفی کرتی ہیں اس کی خباثت کی۔ یہ نفی کرتی ہیں اس کی بدمعاشی کی۔ اور نفی تعریف نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ شریف انسان اس کو گالی سمجھتا ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں احمدی ایسے ہیں جن کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے اندر وہ عیوب نہیں رکھتے جو اوباش لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو دین کے لئے جوش اور اخلاص رکھتے ہیں۔ اور رات دن انہیں یہی دھن لگی ہوئی ہو کہ دنیا میں اسلام اور احمدیت جلد پھیلے۔ وہ لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہوں۔ کمزوروں کی مدد کرتے ہوں۔ ضعیفوں کی طاقت کا موجب بنتے ہوں۔ گرے ہوئے کو اٹھاتے ہوں بیواؤں کی خبرگیری کرتے ہوں۔ اور دنیا کو یہ محسوس ہوتا ہو کہ وہ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے فائدہ کے لئے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم میں یہ بات ہو یا نہ ہو لیکن

صحابہؓ کی زندگی میں

تو ہمیں یہی نظر آتا ہے۔ پس جب تک ہم میں یہ رنگ پایا نہیں جاتا۔ اس وقت تک ہماری جوانی صحیح معنوں میں جوانی نہیں کہلا سکتی۔ بچپن کا زمانہ گذر گیا۔ بچپن میں اگر ہم نے اپنے فرائض ادا نہیں کئے تو یہ بہت بڑا نقص تھا۔ لیکن بچپن تو گذر گیا اس کے بعد اب اگر ہماری جوانی بھی بیکار جائے۔ تو بڑھاپا بہر حال خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ہماری مثال اس شخص کی سی ہوگی جس پر جوانی آنے سے پہلے ہی بڑھاپا آ جائے۔ پس

قوم کی جوانی

کی اپنی جوانی سے بڑھ کر حفاظت کرو۔ ہم دنیا کے سامنے دعوے تو پیش کرتے ہیں کہ ہم دنیا کی حفاظت کے لئے آئے ہیں۔ ہم دنیا کو امن دینے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن

ہم کو دیکھنا چاہیئے

کہ کیا ہم اس قسم کے حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ جن سے دنیا کو امن ملے ہم کہتے تو ہیں۔ کہ ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ ہم غرباء کی کمزوریوں کو دور کریں اور انہیں ترقی کی راہوں پر چلائیں۔ لیکن سوچو تو کیا ہمیں غرباء کی کمزوریوں کو دور کرنے کی فکر دامنگیر رہتی ہے۔ میری نگاہ تو یہ دیکھ رہی ہے کہ [illegible] مرکز کے غرباء کے [illegible] نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان

غرباء کی موجودگی میں

جو فاقے کر رہے ہیں ہزاروں احمدی ایسے موجود ہیں جن کے پیٹ آگے سے نکلے ہیں۔ اور غرباء سے گردوں [illegible]

نیچے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہوتے ہیں۔ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ ہماری جوانی کے ایام ایسے ہیں۔ جن پر ہم فخر کر سکیں۔ جب تک حقیقی جوانی کے حالات پیدا نہیں ہوتے ہم فخر نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اپنے منہ سے فخر کی باتیں کریں گے۔ تو وہ ہماری ذلت کا موجب ہوں گی۔ ہم جتنا فخر کریں گے جتنے دعوے کریں گے وہ سب ہمارے لئے گالیاں ہوں گی۔ وہ ہمارے لئے جوتیاں ہوں گی جو ہم ریشم کے رومال میں لپیٹ کر اپنے سر پر مار رہے ہوں گے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں جب کوئی مرتا ہے۔ اور اس کے رشتہ دار اس پر نوحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو بڑا بہادر تھا۔ تو بہت سخی تھا تو فرشتے اس کو نیزے کی ایک مارتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ بول تو تھا بہادر۔ پھر نیزے کی ایک مارتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بول تو تھا سخی۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ انسانی فطرت اگر زندہ اور صحیح ہو تو وہ ایسی تعریفوں پر شرمندہ ہو جاتی ہے۔ ایک انسان جو لالچ اور بخل سے بھرا ہوا ہو۔ اگر اسے کوئی کہے کہ یہ ہمارے ان داتا ہیں یہ ہمارے بڑے محسن ہیں اور یہ بہت ہی سخی ہیں تو اگر اس کی فطرت مردہ ہو تو اور بات ہے۔ لیکن

اگر اس کی فطرت زندہ ہے

تو اس کا نفس یہ نہیں سمجھے گا کہ میری تعریف ہو رہی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص گدھے سے گر پڑے اور لوگ کہیں کہ یہ بڑا شاہسوار ہے تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میری تعریف نہیں کی جا رہی بلکہ مجھے ملعون دیا جا رہا ہے۔ تو محض تقریروں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا محض جوش و خروش ظاہر کرنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک ہم حقیقی طور پر تبلیغ کی طرف متوجہ نہ ہوں جب تک ہم حقیقی طور پر سوچ سمجھ کر کام نہ کریں جب تک ہم حقیقی طور پر غریبوں کی فکر نہ کریں جب تک ہم حقیقی طور پر بنی نوع انسان کے اندر امن پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں تب تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری قوم جوانی کے دن دیکھ رہی ہے۔ اگر اسلام ترقی نہیں نہیں کر رہا۔ اور ہماری کوششوں کے باوجود دنیا میں اس رنگ میں مساوات پیدا نہیں ہو رہی جس رنگ میں اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ جوانی سے پہلے ہم پر بڑھاپا آ گیا ہے جب جماعت کو اپنے ...

مختلف مقامات پر جلسہ ہائے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ جہاں تکمیل اشاعت اسلام کے لئے دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ سے بڑھ کر اپنی ہمت و طاقت سے زیادہ کام کر رہی ہے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے اپنے مسلم و غیر مسلم احباب کو زیادہ سے زیادہ واقف کرانے کے لئے تحریری و تقریری طور پر باقاعدہ پروگرام کے مطابق کوششیں کر رہی ہے تاکہ اس پاک اور کامل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں وہ دور ہوں۔ اسی کے پیش نظر اردو سیرۃ کے علاوہ حال ہی میں انگریزی میں The Lif of Mohammad شائع کی گئی ہے۔ جس پر مختلف اخبارات اور احباب کے قابل قدر تبصرے شائع ہوئے ہیں۔ اسی طرح سیرۃ ہندی زیر اشاعت ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ کام بھی جلد سر انجام پا سکے۔

تقریری طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے واقف و آگاہ کرنے کے لئے ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ تنظیم کے ماتحت سال میں ایک دن ایسا منایا جاتا ہے جس میں ہر جگہ کی احمدی جماعتیں اپنے یہاں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا اہتمام کرتی ہیں۔ تقریروں میں حضور صلعم کی سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں کو مؤثر رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی مرکز کی طرف سے ۱۶ ستمبر کی تاریخ مقرر کی گئی تھی جس کی تعمیل میں ہندوستان کی احمدی جماعتوں نے ان مبارک جلسوں کا اہتمام کیا۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

مقامی طور پر قادیان میں منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلعم کی کارگزاری کی مفصل رپورٹ احباب کے ملاحظہ میں آ چکی ہے اب دیگر ہندوستانی احمدیہ جماعتوں کی آمدہ رپورٹوں کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بمبئی

۱۶ ستمبر کو جلسہ سیرۃ النبی صلعم منانے کا الحق بلڈنگ میں وسیع پروگرام بنایا گیا اور ہینڈ بل Hand Bills کے ذریعہ سے شمولیت کی دعوت عام دی گئی۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۵ ½ بجے شام جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے علاوہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے سوا گھنٹہ تک سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی غیر مسلم احباب کثرت سے شریک ہوئے اور بہت کامیاب جلسہ ہوا۔

رانچی

۱۶ ستمبر کو مکرم خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب رانچی کے وسیع بنگلہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک و نظم کے بعد مکرم سید تنویر احمد صاحب قائد خدام الاحمدیہ رانچی نے اخبار بدر کے سیرۃ نمبر سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ رانچی نے سوا گھنٹہ تک سیرۃ و سوانح اور تعلیم اور اخلاق فاضلہ پر فاضلانہ تقریر فرمائی۔ غیر احمدی احباب کثرت سے شریک جلسہ ہو کر فائدہ اٹھاتے رہے۔ بعد اختتام جلسہ و دعا حاضرین جلسہ کی چائے پان اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

امروہہ

۱۶ ستمبر کو جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا پروگرام بنا کر شہر کے معززین کو کثرت سے شمولیت کی دعوت عام دی گئی۔ چنانچہ علاوہ جلسہ میں شمولیت کے بعض دوستوں نے تقریری پروگرام میں بھی حصہ لیا اور حضور اقدس کی مدح میں نعتیہ کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے نظم پڑھ کر سنائی گئی۔ پہلی تقریر اسرار احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کے صبر و حلم و مظلوموں کے ساتھ حسن سلوک پر کی۔ دوسری تقریر ارشاد احمد صاحب نے رہبر کامل کے عنوان کے تحت کی۔

تیسری تقریر مولوی منظور احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ امروہہ نے کی جس میں حضور کی سیرت سے چیدہ چیدہ واقعات کی روشنی میں آپ کا اعلیٰ مقام پیش کیا۔

شموگہ

۱۶ ستمبر کو مکرم سید دار صاحب کے مکان پر زیر صدارت مکرم جناب میر کلیم اللہ صاحب جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم سید محمد جعفر صادق صاحب نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام بحضور سید الانام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم ممتاز احمد صاحب نے اپنی تقریر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ دوسری تقریر مکرم ایس۔ کے اختر حسین صاحب نے حضور کی تعلیم میں سے السلام علیکم کے موضوع پر امن عالم کے متعلق شہزادہ امن کی تعلیم پر فرمائی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ جماعت احمدیہ شموگہ کی تھی۔ آپ نے دنیا کے محسن اعظم کے مضمون پر مفصل دو گھنٹہ تقریر فرما کر حضور کے مختلف احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضور کی تعلیم کو اپنانے کے لئے تاکید فرمائی۔ اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

مورخہ ۱۶ ستمبر بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یادگیر میں زیر صدارت محترمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری سیکرٹری دعوت و تبلیغ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔

مکرم رفعت اللہ صاحب غوری نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد مکرم نعمت اللہ صاحب غوری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

پہلی تقریر خدمت دین کا ثواب اور اسوۂ حسنہ کے موضوع پر مکرم بشیر الدین احمد صاحب قائد مجلس نے کی۔ بعدہٗ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے اسلام کے پھیلانے سے متعلق ہماری ذمہ داریاں اور اسوۂ حسنہ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جماعت کے افراد کو اپنے فرائض سے آگاہ کیا اور ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی اور آنحضرت صلعم کی زندگی اور آپ کے نیک نمونہ کو اور آپ کی پیش کردہ تعلیمات کو اپنا نصب العین بنانے اور ان کے عمل پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ بعدہٗ نصرت اللہ صاحب غوری نے نظم "علیک الصلوٰۃ علیک السلام" نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

تیسری تقریر مکرم محمد خواجہ صاحب غوری سیکرٹری مالی نے "انفاق فی سبیل اللہ اور اسوۂ حسنہ" کے موضوع پر کی۔ آپ نے قرآن مجید سے انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق کئی آیات مع ترجمہ پیش کیں۔ اور انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق آنحضرت صلعم کے زریں اقوال اور صحابہ کرام کا نیک نمونہ پیش کر کے ثابت کیا کہ یہ زمانہ مالی قربانیوں کا زمانہ ہے اس لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی تحریکات میں حصہ لینے اور باقاعدہ ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ محترم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "اسلام کی ترقی میں علم کو کیا دخل ہے" کے موضوع پر تقریباً نصف گھنٹہ تقریر فرمائی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی احادیث "طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ" اور "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" کہ تحصیل علم ہر مرد اور ہر مسلم عورت پر فرض ہے۔ "علم سیکھو خواہ تمہیں چین کے کنارے تک جانا پڑے" اس طرح آپ نے علم حاصل کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی اور خاص طور پر دینی علم حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور آپ نے بتایا کہ علم کے ساتھ ہی نیکی اور تقویٰ میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور بتایا کہ علم کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دینی علم عطا فرمایا تھا۔ پھر بھی علم کی ترقی کے لئے دعا سکھلائی کہ "رب زدنی علماً"۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن سیکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں اور دینی علم حاصل کریں۔

آخری تقریر مکرم عبدالرشید صاحب سیکرٹری مال مجلس نے "مطالبات تحریک جدید اور اسوۂ حسنہ" کے موضوع پر ایک موثر تقریر کی۔ آپ کی تقریر دلچسپی سے سنی گئی۔ آپ نے آیت قرآنی "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" پیش کرتے ہوئے کہا۔ آنحضرت صلعم کا اسوہ حسنہ زندگی کے میدان میں ہر ایک کے لئے نمونہ ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں آپ کا نمونہ ہمارا رہنما ہے۔ آپ نے سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور آپ کی سادہ زندگی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نیک نمونہ پر چلانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کی بنیاد رکھی اور تحریک جدید کے انیس مطالبات پیش کئے۔ ایک کھانا کھانا اور پُر تکلف زندگی سے اجتناب کرنے کی تلقین کی۔ مستورات کو حکم فرمایا کہ بے پسند اور خواہش پر کپڑا نہ خریدیں۔ خاوندوں سے زیورات کا مطالبہ نہ کریں۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے امام کی اطاعت میں سادہ زندگی کے زریں اصول پر عمل کر کے سلسلہ کی تبلیغ کر رہی ہے۔ اسلام کی اکناف عالم میں اشاعت کر رہی ہے۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ مستورات کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور جلسہ کے وقت مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

خاکسار بشیر الدین احمد
قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ

موسم کی خرابی کی وجہ سے جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے وسیع پیمانہ پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پبلک جلسہ ماہ نومبر میں کرنے کا فیصلہ کیا تاہم مرکز کی ہدایت کے مطابق مقررہ تاریخ پر جامع مسجد کو بھی میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔

چنانچہ حسب اعلان بعد نماز مغرب احباب جماعت مع مستورات دور و نزدیک سے شریک جلسہ ہوئے۔ زیر صدارت جناب مولوی سید بدر الدین احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے شروع ہوئی۔ مکرم سید کمال الدین صاحب ممبر مجلس خدام الاحمدیہ نے "اخبار بدر" سے "کامل انسان اور کامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم سید ریاض الدین احمد صاحب جنرل سیکرٹری خدام الاحمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم جناب سید محی الدین احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جوانی کی سیرت پر روشنی ڈالی۔

بعد ازاں مکرم جناب مولوی سید مبشر الدین صاحب نے آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ پر مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چیدہ چیدہ اخلاق کو پیش کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ اور قرآن کریم سے مختلف آیات پڑھ کر ثابت کیا کہ تمام بنی نوع انسان میں آنحضرت صلعم کے اخلاق بلند و بالا تھے۔ اور انہیں اخلاق فاضلہ کو ہمیں بھی اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعد ازاں محترم جناب صدر صاحب نے اختتامی تقریر کے جواب دیتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلعم کی شان میں کسی نے کیا خوب کہا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مگر اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد

(باقی صفحہ کالم دوم پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۲۷ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت میں محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں اخبار الفضل میں شائع ہوئیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

ربوہ ۲۰ ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل بعد دوپہر حضور کو ضعف کی شکایت رہی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت عام طور پر بہتر ہے (الفضل ۲۲/۹/۵۹)

ربوہ ۲۱ ستمبر (بوقت نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو کچھ اعصابی ضعف کی شکایت رہی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے (الفضل ۲۳/۹)

ربوہ ۲۲ ستمبر (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کو ہلکی اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی مگر عام طور پر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔ الحمد للہ (الفضل ۲۳/۹/۵۹)

ربوہ ۲۳ ستمبر (بوقت ۱۰ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی البتہ کچھ وقت کے لئے اعصابی بے چینی اور ضعف کی تکلیف ہو گئی تھی رات نیند آگئی۔ آج صبح طبیعت اچھی تھی۔ مگر تھوڑی دیر سے کچھ اعصابی بے چینی کی تکلیف ہے۔

ربوہ ۲۴ ستمبر (بوقت پونے دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کو اعصابی بے چینی اور ضعف کی کافی تکلیف رہی رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت بہت بے چین ہے۔

ربوہ ۲۵ ستمبر۔ (بوقت ساڑھے نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت شدید اعصابی بے چینی کے باعث بہت خراب رہی۔ اس کے علاوہ کئی بار اسہال کی تکلیف ہوئی جس سے عام ضعف کی شکایت بھی رہی رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

ربوہ ۲۶ ستمبر (بوقت ۹ بجے صبح) کل دن بھر حضور کو عام ضعف کی شکایت رہی۔ بے چینی نسبتاً کم تھی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت کچھ بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

اجازت وصولی چندہ برائے مرمت مسجد جموں

مسجد احمدیہ جموں کی مرمت کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنی طرف سے مبلغ یکصد روپیہ (امداد) منظور فرماتے ہوئے محمد یوسف پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ جموں کو مبلغ صد سو روپیہ ملک تر پونچھ و جموں کی جماعتوں میں سے بھی چندہ جمع کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ چندہ دینے والوں کے مرکزی چندوں کی ادائیگی پر اثر نہ پڑے۔ اسلئے جموں و پونچھ کی جماعتوں کو اس کار خیر میں شریک ہونے کی تحریک کی جاتی ہے۔ من بنیٰ للہ مسجداً بنی اللہ لہٗ بیتاً فی الجنۃ۔

خاکسار عبدالحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر میں مرکزی تربیتی وفد کے دورہ کے تاثرات

از مکرم سعید احمد صاحب ڈار ادیب فاضل نائب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ آسنور

قریباً ساٹھ سال کا عرصہ گذرا جب ایک بوڑھے اَن پڑھ لیکن مردِ مجاہد حاجی عمر صاحب ڈار مرحوم کی بدولت سرزمین کشمیر نے احمدیت کے قدم چھوئے۔ اسی بزرگ اور اس کے دوسرے بھائی خواجہ غلام رسول صاحب ڈار مرحوم کی کوششوں سے ناسنور اور کوریل کا سارا گاؤں حلقہ بگوشِ احمدیت ہوا۔ حاجی صاحب نے پچھتر سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ جس سے اُن کے شوقِ تحصیل علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حاجی صاحب مرحوم کے بعد آپ کے لائق فرزند خواجہ عبدالرحمن صاحب ڈار مرحوم نے زیادہ جدوجہد سے احمدیت کی ترقی اور اس کے پھولنے پھیلنے میں حصہ لیا۔ مرکز کی مزید توجہ سے احمدیت نے کشمیر میں نمایاں ترقی حاصل کی۔ اور یہاں پر باضابطہ متعدد ایسی جماعتیں قائم ہو گئیں جو روحانی میدان میں پورے ساز وسامان سے لیس تھیں۔ سرینگر میں ایک زبردست دار التبلیغ قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کا اخبار "اصلاح" ریاست کشمیر کی جملہ اخبارات میں سرفہرست تھا۔ اور جو مسلمانانِ کشمیر کی زندگی کے ہر شعبے اور اُن کی روحانی اور دینی ترقی کا ترجمان اور ہمنوا تھا۔ ناسنور، کوریل، رشی نگر، یاڑی پورہ، کنہ پورہ، شورت، ہاری پاری گام، ونگام، سرینگر، شوپیاں اور دیگر مقامات پر ایسی جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ جن میں قادیان کے مرکزی جماعتی پروگرام کی عکاسی ہو رہی تھی۔ لیکن ۱۹۴۷ء کے غیر معمولی حالات کے نتیجہ میں جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی تربیت اور نگرانی نہ ہو سکنے کے باعث اس سرزمین کے افراد میں اپنے فرائض سے غفلت اور ایک جمود کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ سستی اور غفلت کا یہ دور سالہا سال تک طاری رہا۔ لیکن اس کے باوجود اکثر جماعتیں اس امتحان کے دَور میں بھی ثابت قدم رہیں۔ غیر معمولی مشکلات اور پریشانیوں کے دَور میں جماعتوں کا اپنی جگہ پر قائم رہنا اور صبر و استقلال کے ساتھ ایک حد تک کام کرتے چلے جانا ہمیں آنا بات کا اشارہ دیتا ہے کہ کشمیر میں احمدیت کا مستقبل شاندار ہے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

سرزمین کشمیر میں آج بھی خاص جماعتیں ہیں۔ لیکن اُن میں عملی کمزوری کے آثار نمایاں تھے۔ اور ضرورت تھی کہ اُن کے فرائض سمجھانے کے لئے از سرِ نو کوشش کی جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا سامان پیدا کر دیا اور جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے جملہ افراد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممنونِ احسان ہیں کہ آمد و رفت کی پابندیاں ختم ہوتے ہی اُس نے ہماری خبرگیری کے لئے قادیان سے مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ ناظر بیت المال اور مکرم مولینا شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس پر مشتمل ایک مرکزی وفد کو تربیتی دورہ کے لئے بھجوایا۔ اور یہ دورہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت سے نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ چنانچہ اس دورہ کے بعد کشمیر کے جو احمدی احباب پہلے اپنے دینی، مالی، انتظامی اور تبلیغی فرائض سے بے خبر تھے وہ ایک دفعہ پھر اپنے اندر ایمانی حرارت کو محسوس کرتے ہوئے خدمتِ دین کے لئے قربانی کرنے پر آمادہ نظر آ رہے ہیں۔ اور جماعتوں میں تنظیم کی ایک نئی روح پیدا ہونے لگی ہے۔ اور قربانیوں اور اخلاص کا وہ جذبہ جو سالہا سال کی زنگ آلودگی کے باعث بظاہر سو چکا تھا۔ مرکزی وفد کے احمدیوں میں دلانے پر پھر سے احباب میں عود کر آیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دن دور نہیں جب کشمیر کے احمدی احباب اپنی کمزوریوں کو دور کرتے ہوئے اُس عظیم منزل کی طرف گامزن ہو جائیں گے۔ جو اسلئے دین و دنیا کی آخری منزل ہے۔

مرکزی وفد کے دورہ کی بدولت جماعت احمدیہ کشمیر کے چند مقامی مسائل بھی ابھر کر حکومت کے ذمہ دار افسران کے نوٹس میں آ چکے ہیں۔ مثلاً ناسنور میں آج سے بیس سال قبل ساتویں جماعت تک کا ایک سکول منظور ہوا تھا۔ اور حکومت کشمیر کے تعلیمی قواعد کی موجودہ پالیسی کی بدولت آج یہ سکول ہائی سکول ہونا چاہیئے تھا لیکن افسوس کہ احباب جماعت اور مقامی افسران کی عدم توجہ اور غلط تاثرات کی بناء پر اس سکول کو تنزل دے کر پرائمری تک رہنے دیا گیا۔ اور آج یہ سکول نہایت کس مپرسی کی حالت میں ہے۔

اسی طرح ناسنور میں ایک ڈاکخانہ اور پنچایت گھر کی تعمیر کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے۔ ناسنور اور دیگر مضافات کو اہربل کا ڈاکخانہ لگتا ہے جو ایک ایسی پہاڑی جگہ ہے۔ جہاں سال میں آٹھ ماہ برف رہتی ہے۔ ناسنور کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جہاں سے اردگرد کے دیہات کی ضروریات اہربل کے مقابل پر آسانی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ یہاں کی آبادی ایک ہزار نفوس سے زیادہ ہے۔ اور ایک تعلیمیافتہ گاؤں ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ پنچایت گھر کی سکیموں سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مرکزی وفد کے ذریعے ناسنور میں پنچایت گھر کی تعمیر کا معاملہ حکومت کے نوٹس میں لایا جا چکا ہے۔ اور اگر جلد اس کا فیصلہ ہو گیا تو امید ہے کہ یہاں کے لوگ بھی اپنے وطن کے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش ترقیاتی منصوبوں سے پورا فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

رشی نگر اور اس کے قریبی دیہات میں نہر کا معاملہ سالہا سال سے معرضِ التوا میں پڑا ہوا تھا۔ اور ذمہ دار افسران کی عدم توجہ کے باعث یہاں کی ہزاروں ایکڑ زمین بنجر اور بے آباد ہوتی چلی جا رہی تھی۔ مرکزی وفد کے ممبران نے اس سلسلہ میں حکومت کشمیر کے چیف انجنیئر اور جناب پرائم منسٹر صاحب کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلانے کے علاوہ محکمہ آبپاشی اور ترقیاتی سیکرٹری صاحب سے ملاقات کر کے اس اہم اور ضروری کام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خدا کرے کہ حسب وعدہ ذمہ دار افسران اس نہر کی ضرورت اور اہمیت کو مزید عرصہ کے لئے نظر انداز کر کے التوا میں نہ ڈالیں تاکہ اس علاقہ کی آبادی ممکن ہو سکے۔

مرکزی وفد اور ممبران احمدیہ ڈیپوٹیشن کے ساتھ جناب بخشی غلام محمد صاحب پرائم منسٹر کے اس وعدہ سے کہ وہ مسجد احمدیہ سرینگر کے لئے ذاتی طور پر مالی مدد دیں گے ریاست کے احمدیوں کے دلوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ آئی۔ مسجد سرینگر کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس پہلے ہی ایک اچھا موقعہ پلاٹ موجود ہے۔ جو مسجد کے علاوہ ایک دار التبلیغ ایک لائبریری اور مہمانخانہ کے طور پر بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور جماعتہائے احمدیہ جموں وکشمیر کے لئے ایک اہم مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

مرکزی وفد کے دورہ کے بعد جب معزز اراکین نے واپسی سے قبل شری جی این کوشر صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی پولیس سے ملاقات کی۔ تو انہوں نے خوشی کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ مرکزی وفد کی تربیتی اور تنظیمی سرگرمیوں اور جماعتی مساعی کے متعلق اُن کے پاس کوئی قابل اعتراض رپورٹ نہیں پہنچی۔ اور حکومت کو جماعت احمدیہ کی امن پسند تبلیغی جد وجہد میں کوئی ناپسندیدہ بات نظر نہیں آئی۔ اخبار بدر کے ذریعہ اس اظہار خیال کی اطلاع پر کشمیری احمدیوں کو از خوشی ہوئی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جماعت احمدیہ ایک خالص مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے۔ اسے سیاسیات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ اور حکومتِ وقت کی وفاداری اور اس کے ساتھ تعاون جماعت احمدیہ کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ اور ہم حکومت کے ذمہ دار افسران سے بھی توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے مفادات کو کبھی نظر انداز نہیں کریں گے۔ بلکہ ملکی ترقی کی سکیموں میں حصہ لینے کے مواقع دینے میں ہر ممکن امداد دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کے جملہ احباب میں مرکزی وفد کے دورہ کے نیک تاثرات کو تا دیر قائم رکھے اور ہمیں عملی طور پر اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس کرتے ہوئے حسنات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے بن جائیں۔ آمین۔

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

(بقیہ صفحہ ۷)

صاحب قادیانی علیہ السلام اپنے آقا و مطاع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اس طرح مدح سرا فرمایا ہے کہ ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ او بیشمار

اسی طرح آپ نے فرمایا ہے ؎

مصطفےٰ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے جماعت کو پُر زور الفاظ میں تلقین فرمائی کہ حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ ہماری جماعت دلائل کے میدان میں مضبوط ہو چکی ہے۔ اب اُسے بڑھ چڑھ کر عمل کے میدان میں مضبوطی پیدا کرنی چاہیئے جس کیلئے اُسوۂ نبوی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا ضروری ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت اقدس امیر المؤمنین کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی تحریک کی اور دعا کے بعد ۹ بجے شب بخیر و خوبی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے جملہ حاضرین کرام کی چائے و پان سے تواضع کی گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

خاکسار عبدالحکیم خان احمدی
قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ

یاد رفتگان

میرے دادا جان مرحوم مولوی نصیر الدین احمد ہیڈ ماسٹر بیگو سرائے

از محترمہ راشدہ بیگم صاحبہ بیگو سرائے (بہار)

آہ! ۲۰ جولائی ۱۹۵۹ء کیسا المناک دن تھا ہمارے لئے جب دادا جان کی نعش رکشا پر بیگو سرائے سے آئی تھی۔ اس اچانک حادثہ سے ہر دل مضطرب اور ہر دماغ پریشان تھا۔ تین دن قبل جنہیں ہم بیگو سرائے کے لئے الوداع کہہ رہے تھے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ ہمیں وہم و گمان تک نہ تھا کہ یہ معمولی سا بخار درحقیقت ان کے لئے پیغام اجل لایا ہے۔

دادا جان کی عام صحت بہت اچھی تھی شاذ و نادر ہی بیمار ہوتے اور جلد ہی صحت یاب ہو جاتے تھے۔ اس دفعہ بھی سات یا آٹھ روز بخار دکھائی رہی۔ پھر بخار اتر گیا۔ غذا کھانے کے بعد باصرار بیگو سرائے چلے گئے۔ دو دن وہاں رہے تیسرے دن اپنے گاؤں واپس آتے ہوئے راستہ ہی میں جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وفات سے آدھا گھنٹہ قبل آپ نے مقدموں کے پچیس ۲۵ کاغذوں پر دستخط کئے تھے۔ اس وقت تک نقاہت بیحد بڑھ چکی تھی مگر صحت کا یہ عالم تھا کہ خود ہی شیروانی، جوتا، موزہ پہن کر رکشا پر بغیر کسی سہارے کے سوار ہوئے۔ بڑا پوتا عمر ۱۲ سال کا ساتھ تھا۔ جب اس نے حالت مخدوش دیکھی تو رکشا واپس لے جانا چاہا لیکن آپ نے ہاتھ کے اشارے سے آگے بڑھنے کو کہا اور معاً بعد گردن جھک گئی۔

دوسرے دن تجہیز و تکفین کی گئی اور سینکڑوں ہندو مسلمان پرنم آنکھوں اور شکستہ دلوں کے ساتھ خلوص و عقیدت کے پھول نثار کرتے ہوئے آپ کے ساتھ قبرستان گئے۔

دادا جان مرحوم کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ آپ کو سلسلہ سے ایک والہانہ عشق تھا۔ مرض الموت میں بھی سلسلہ کی کتب کا مطالعہ ذوق و شوق سے جاری رکھا۔ تبلیغ کا تو گویا آپ کو جنون تھا گھر پر ہوں یا کچہری میں، سفر میں ہوں یا حضر میں ہر وقت تبلیغ میں منہمک رہتے۔ غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغی خطوط لکھتے، لٹریچر اور سلسلہ کی کتب بھجواتے۔ غیر احمدی علماء سے خود بھی بحث مباحثہ کرتے اور مبلغین سے بھی کرواتے۔ ہندوؤں میں کثرت سے لٹریچر تقسیم کرتے اور ذاتی طور پر بھی انہیں تبلیغ کرتے۔ غیر احمدی ہو یا ہندو، عیسائی ہو یا سکھ سبھوں کے ساتھ آپ مذہبی مباحثے کرتے اور ہمیشہ غالب رہتے۔ میں نے آپ کو اکثر گیتا اور رامائن کا مطالعہ بھی کرتے دیکھا ہے۔

وفات سے چند مہینے قبل تعطیل میں آپ پیدل سفر کر کے گرد و نواح کے علاقہ میں احمدیت کے پیغام کو پہنچاتے رہے۔ اپنی تبلیغ سے آپ نے اس علاقہ کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ سلسلہ کے بڑے بڑے مبلغین کو بلا کر جلسہ کرواتے۔ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مرحوم۔ مولانا محمد سلیم صاحب۔ حافظ محمد عمر صاحب۔ ابو البشارت مولوی عبد الغفور صاحب مولوی چراغ دین صاحب مولوی غلام احمد صاحب مولوی سراج دین صاحب۔ مولوی سمیع اللہ صاحب اور دوسرے مبلغین سلسلہ کو ہمیشہ بلواتے۔ بیگو سرائے کے عظیم الشان جلسوں کی یاد لوگوں کے دلوں میں اب تک باقی ہے۔ بہت عرصہ تک لوگوں نے آپ سے قطع تعلق کئے رکھا۔ بہت مخالفت کی گئی۔ گالیاں دی گئیں لیکن مخالفت کی تیز و تند آندھی میں احمدیت کی یہ شمع بڑی آب و تاب سے اپنے نور کو پھیلاتی رہی شدید سے شدید مخالفت میں آپ تبلیغ سے باز نہ آتے۔

اسلامی غیرت اور تبلیغ کے شوق کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دو سال قبل ایک مسلمان جو آریہ ہو گیا تھا۔ بیگو سرائے آیا اور قرآن مجید و اسلام پر اعتراض کر کے مسلمانوں کو چیلنج دیتا۔ کسی مسلمان کو ہمت نہ تھی کہ اس کے اعتراضات کو رد کرتا۔ دادا جان کو جب معلوم ہوا تو بغیر کسی تامل کے آپ نے فوراً اس کے چیلنج کو قبول کر لیا۔ آپ تنہا تھے صرف ایک وکیل آپ کے ساتھ گئے تھے۔ اس دن آپ کی زندگی خطرہ میں تھی۔ لیکن ہر ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت آپ کے شامل حال رہی۔ اس دن آپ رات بارہ بجے گھر لوٹے تھے۔

اسی طرح ایک دیو بندی عالم سے ایک کامیاب مناظرہ ہوا تھا۔ یہ مناظرہ بیگو سرائے ہی میں ایک کثیر التعداد مجمع کے سامنے ہوا تھا۔ جس میں غیر احمدی علماء، وکلاء اور دیگر معزز ہستیاں کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ مناظرہ اس شرط کے ساتھ ہوا کہ ہارنے والے کو اپنا مذہب تبدیل کرنا پڑے گا۔ مناظرہ شروع ہوا۔ اور وہ مولوی بحث کی تاب نہ لا کر پسپا ہونے لگا اور بالکل خاموش ہو گیا۔ مجمع میں کھلبلی مچ گئی۔ لوگ شور مچانے لگے۔ آخر اسی بھگدڑ میں کسی نے روشنی گل کر دی اور مولانا ایسے روپوش ہوئے کہ آج تک پھر بیگو سرائے کا رُخ نہ کیا۔ جس سے بھی ایک دفعہ مباحثہ کا آپ کو موقعہ ملا اس نے دوبارہ ٹکر لینے کی جرأت نہ کی۔

غرضیکہ آپ کی زندگی ایک مجاہدانہ زندگی تھی۔ تمام عمر آپ زبان و قلم سے جہاد کرتے رہے۔ آپ کی زندگی کا اہم ترین مقصد تبلیغ احمدیت تھی۔ آپ کے اندر تبلیغی جوش بے حد تھا۔ کوئی موقع تبلیغ کا آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

دادا جان مرحوم کے والد حضرت منشی عبد الحکیم صاحب صوبہ بہار کے چند اولین احمدیوں میں سے ایک تھے۔ حضرت منشی عبد الحکیم صاحب کی وفات کے بعد خاندان کا بوجھ دادا جان پر آ پڑا۔ اور آپ نے کمال خوبی سے اس بارِ گراں کو سنبھالا۔ بڑے بھائی کی وفات کے بعد یتیم بھتیجوں کی بڑی شفقت سے پرورش کی۔ خاندان کے تمام بچوں کو دینی و دنیوی تعلیم دینا۔ انہیں باجماعت نماز پڑھانا اور احمدیت کی باتیں بتانا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

آج تک آپ نے کبھی نماز قضا نہ کی۔ یہاں تک کہ وفات سے ایک گھنٹہ قبل ۱۲ بجے ہی ظہر کی نماز ادا کی۔ ٹھیک ظہر کے وقت آپ کی روح جسد عنصری کو چھوڑ گئی۔ آپ تہجد نہایت التزام سے ادا کرتے تھے۔

آپکی وفات سے قبل ہم سبھوں نے منذر خوابیں دیکھیں۔ صدقے دیئے دعائیں کیں لیکن موت اٹل تھی۔

۳۰ جولائی کی رات کو جبکہ مرحوم کی نعش گھر میں ہی تھی۔ میری دادی جان نے خواب دیکھا کہ دادا جان خوش ہو کر ایک خواب انگریزی میں بیان کر رہے ہیں۔ دادی جان نے کہا میں تو انگریزی نہیں سمجھتی۔ آپ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ دس سال سے اوپر اور بائیس سال کے اندر بادشاہت ملے گی۔

مرحوم بہت صلح پسند اور کم گو تھے کبھی کسی سے درشتگی سے نہیں بولے۔ گفتگو نہایت شیریں اور سلجھی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ کے ہاتھوں سے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔ بہت ہی جو ان کے ہاتھوں فیضیاب ہوئے۔ قوتِ برداشت آپ میں بہت تھی۔ سخت سے سخت مصیبت میں بھی کبھی نہ گھبراتے۔ آپ پیدائشی احمدی اور موصی تھے۔

چالیس سال تک آپ نے بڑے شان سے وکالت کی اور تادم آخر بھی سلسلہ کا کام کرتے رہے۔

ربوہ جانے کی بڑی تڑپ تھی۔ افسوس کہ پاسپورٹ کی اُلجھنوں کے سبب یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

چندہ وقف جدید سال دوم

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی علالت طبع کے باوجود تحریک وقف جدید کا اعلان جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ اور اعلان فرمایا تھا کہ ہر احمدی سال میں کم از کم مبلغ ۶/- روپیہ اس سکیم کے ماتحت ادا کرے۔ اس تحریک کے ذریعہ مقامی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کام ہوگا۔

حضور کی اس تحریک پر مخلصین جماعت نے اپنے اپنے وعدہ جات اور رقوم پیش کر دیں اور یہ تحریک ہندوستان کے احمدی احباب کے لئے بھی حضور نے منظور فرما دی۔ اور اب ہم ہندوستانی احمدیوں کا فرض ہے کہ حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے وعدہ جات اور رقوم دفتر وقفِ جدید قادیان کو بھجوائیں۔ اس تحریک کا اب دوسرا سال ہے۔ اور احباب کے وعدہ جات کی روشنی میں بجٹ تیار کر کے اب تک ہندوستان جیسے وسیع ملک کے لئے صرف ۴ معلم رکھے جا سکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان ۴ معلمین سے ہندوستان میں تبلیغ و تربیت کا کام تسلی بخش صورت میں سر انجام نہیں ہو سکتا

ان حالات میں جملہ صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہند کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی مقامی جماعت میں اس تحریک کی اہمیت کو واضح کریں اور تمام احباب و مستورات کو اس تحریک میں شامل کریں اور جو احباب وعدہ جات بھجوا چکے ہیں۔ اور ابھی تک ادائیگی نہیں کر سکے انکو ادائیگی کی طرف توجہ دلائیں۔ مالی سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ وصولی نہ ہونے کی وجہ سے ان ۴ معلمین کو بھی فارغ کرنا پڑے اور ہمارا قدم بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹ جائے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کمزوریوں کو معاف فرما کر اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(انچارج وقفِ جدید صدر انجمن احمدیہ قادیان)

عبرت کا مقام

مورخہ ۵ اگست ۱۹۵۹ء کو ایک شخص مشہور اہلحدیث حاجی محمد دانی ساکن علیاں پورہ شوپیاں دھوکہ دے کر مجھے اپنے سیب کے باغ میں بغرض تحقیق حق لے گیا۔ باغ میں پہنچتے ہی حاجی موصوف کی آنکھیں بدل گئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر سے
"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے"
پر بہت برافروختہ ہوا مجھے گالیاں دیں حضرت اقدس کو بُرے الفاظ سے پکارا سوچی سمجھی سکیم کے مطابق اس نے آٹھ دس جاہل غنڈے اپنے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ خاکسار نے اپنے متعلق گالیوں پر صبر کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت گالیاں سن کر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ یہ لوگ نہ مجھے وہاں سے جانے دیتے اور نہ بد زبانی سے باز آتے۔
ایسے موقع پر مجھ سے رہا نہ گیا اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا :-
"اُف جس گھر سے تم اہلحدیثوں کو اس قسم کی بد زبانی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کو آگ لگ جائے"۔
پھر کیا تھا میرے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دو آدمی میرے اوپر چڑھ گئے۔ بغیر راہِ خدا میں جو ہوا سو ہوا۔

مورخہ ۵۹/۹/۷ کو علیاں پورہ کی عالی شان مسجد کو آگ لگ گئی باوجود فائر بریگیڈ کی ان تھک کوششوں کے جل کر خاک سیاہ ہو گئی۔ خطرہ تھا کہ تمام محلہ ہی جل نہ جائے۔ اس لئے ویلیاتی مکان کو بزور گرا دیا گیا۔ اس طرح سارے محلہ کو آگ کی لپیٹ سے محفوظ کر لیا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
اللہ تعالیٰ ہمارے شوپیاں کے اہلحدیثوں کو بھی ہدایت دے جو آئے دن بزرگان دین کی دُشنام دہی سے باز نہیں آتے!!
(خاکسار حکیم محمد سعید مبلغ انچارج مقیم شوپیاں کشمیر)

امتحان
رسالہ برکات الدعا

نظارت تعلیم و تربیت قادیان کے زیر اہتمام رسالہ "برکات الدعا" کا امتحان ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو لئے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ یہ رسالہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف ہے جو صرف ۳۲ صفحات پر مشتمل لیکن نہایت جامع ہے جس میں "دعاؤں کی قبولیت" کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور سر سید احمد خاں صاحب کے خیالات کا رد اور قبولیت دعا کا عمدہ پیرایہ میں ثبوت دیا گیا ہے۔
اس وقت جبکہ مادی دنیا اللہ تعالیٰ کے وجود سے بے خبر اور دہریت کے رنگ میں رنگین نظر آتی ہے۔ اور دعاؤں کی طرف بھی ان کی توجہ نہیں اور وہ قبولیت دعا کے بھی قائل نہیں رہے ان حالات میں ہماری جماعت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف رسالہ برکات الدعا کا مطالعہ کر کے اپنے ایمان و یقین میں بھی جلا پیدا کریں اور خدا کے منکروں اور دہریت سے متاثر لوگوں کے خیالات کا بھی رد کریں۔ پس احباب جماعت کو اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ امتحان میں شریک ہوں۔
جملہ صدر صاحبان، سیکرٹریان تعلیم و تربیت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کوشش فرمادیں کہ اس امتحان میں جملہ احباب جماعت شریک ہوں اور مناسب ہوگا کہ اس رسالہ کا درس جماعتوں میں دیا جائے تا ناخواندہ احباب بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائیں۔ ماہ رواں کے آخر تک دفتر ہذا کو امتحان میں شریک ہونے والوں کی اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔
یہ رسالہ منیجر احمدیہ بکڈپو قادیان سے صرف ۲ ر میں مل سکے گا۔ ڈاک خرچ اور پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہو گا۔
ناظر تعلیم و تربیت قادیان

درخواستہائے دعا۔ (۱) میرا نواسہ مسعود احمد اسوقت بخار ٹائیفائڈ میں مبتلا ہے احباب کرام دردمندانہ اسکی صحت کیلئے دعا فرما کر مشکور فرماویں۔ راقم غلام نادر نسرتی عفی عنہ از سکندر آباد
(۲) مکرم محمد صدیق صاحب ثاقب نانی ناز ڈی سی آس پر بوجہ مالی مشکلات میں ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مالی مشکلات کا ازالہ فرما کر انکے فضل سے رنگ پیدا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

سنہ ۱۹۵۹-۶۰ء میں جماعتی جلسوں کا پروگرام
مبلغین، عہدیداران تبلیغ، امراء و صدر صاحبان توجہ کریں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ امسال جماعتی جلسوں کی تواریخ مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ جلسہ پیشوایان مذاہب ۔ ۱۵ ر نومبر سنہ ۵۹ء بروز اتوار
۲۔ جلسہ یوم مصلح موعود ایدہ اللہ ۔ ۲۰ ر فروری سنہ ۶۰ء
۳۔ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام ۔ ۲۲ ر مارچ سنہ ۶۰ء
۴۔ جلسہ یوم خلافت ۔ ۲۷ ر مئی سنہ ۶۰ء

جملہ عہدیداران تبلیغ مقامی جماعت کے تعاون سے ان ایام میں اپنی اپنی جماعتوں میں اہتمام سے پبلک جلسوں کا انعقاد کرائیں۔ اور غیر از جماعت احباب کو ان جلسوں میں شامل ہونے کی تحریک کر کے جلسوں کی رونق کو بڑھائیں۔ اور متعلقہ موضوعات پر مناسب اور اچھے رنگ میں تقاریر کرائی جائیں۔ اور ہر طرح جلسوں کو کامیاب بنایا جائے۔
۲۔ جن جماعتوں کے پاس کافی مقدار میں لٹریچر نہ ہو وہ نظارت ہذا کو خط لکھ کر مناسب لٹریچر منگوالیں۔ خط میں جس جس ٹریکٹ کی ضرورت ہو اس کا نام اور تعداد مطلوبہ لکھیں۔
۳۔ یہ جلسے اگر بڑے پیمانے پر نہ بھی ہو سکیں۔ تو اپنی کوشش طاقت کے مطابق جیسے ہو سکیں کر لئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے۔ وہ بظاہر معمولی کاموں میں بھی عظیم الشان برکات رکھ دیتا ہے اور اپنے فضلوں سے نوازتا ہے۔
۴۔ ان تقاریب کو دعاؤں اور پوری جدوجہد سے کامیاب بنائیں اس وقت ہندوستان میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا جملہ احباب جماعت کا کام ہے۔ امید ہے احباب پوری توجہ و اخلاص سے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کوشاں ہوں گے اور دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ان دینی خدمات کو سرانجام دیں گے۔
۵۔ ان تقاریب کے سرانجام پانے کے بعد ضروری رپورٹیں نظارت ہذا میں ارسال کی جائیں تاکہ خلاصہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں دعا کے لئے پیش کیا جا سکے۔ اور اخبار بدر میں بھی شائع کیا جا سکے۔
۶۔ چونکہ مرکز کے پاس اخراجات کی کمی ہے اس لئے مطلوبہ لٹریچر کی مناسب قیمت اور اس کے ساتھ ڈاک کا خرچ ارسال کرنے کی کوشش فرمادیں۔
۷۔ جملہ مبلغین مقامی جماعتوں کے ساتھ ان تقاریب کے سلسلہ میں ہر طرح تعاون کریں۔
اللہ تعالیٰ احباب کے ساتھ ہو۔ اور حافظ و ناصر رہے۔ اور ہر قدم پہ ان کی نصرت فرما کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار :-
مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"یہ ایک قیمتی خدمت ہے جس کیلئے ادارۃ المصنفین ربوہ شکر گذاری کا مستحق ہے"

ادارۃ المصنفین ربوہ کی شائع کردہ دو کتب پر اخبار صدق جدید لکھنؤ کا تبصرہ

(۱) ہدایۃ المقتصد مجلد ۴ × ۲۹۸ صفحہ قیمت درج نہیں ۔ پتہ :۔ ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

فقیہ قاضی ابن رشد مالکی (۵۲۰-۵۹۵ھ / ۱۱۲۶-۱۱۹۸ء) کا شمار چھٹی صدی ہجری کے مشاہیر علماء میں ہے اور ان کتابوں میں سے ہدایۃ المجتہد (دو جلدوں میں) ایک مرتبہ امتیاز رکھتی ہے ۔ کتاب میں تمام فقہی عنوانات سے متعلق ابن رشد مختلف ائمہ فقہ (خصوصاً ائمہ اربعہ) کی رائیں اور اقوال دیتے اور خود بھی جا بجا محاکمہ کرتے چلے گئے ہیں ۔ کتاب جتنی دقت نظر سے لکھی گئی ہے اتنی ہی اس کی زبان بھی سلیس ہے ۔ پیش نظر اردو کتاب ۔ اسی مشہور عربی کتاب کی جلد دوم کے صرف ابتدائی پانچ بابوں ۔ کتاب النکاح ۔ کتاب الطلاق ۔ کتاب الایلاء ۔ کتاب الظہار ۔ کتاب اللعان کا ترجمہ ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ سرورق پر اس کی کوئی صراحت موجود نہیں اور دھوکہ ہوتا ہے کہ شاید یہ ترجمہ پوری کتاب کا ہے جو حجم میں اس سے کئی گنا زائد ہے ۔

ترجمہ صاف اور سلیس ہے اور امید کی جاتی ہے کہ صحیح بھی ہوگا لو صحت کی ذمہ داری صرف اسی وقت لی جا سکتی ہے جب تبصرہ نگار اصل سے پورا مقابلہ کرنے دیکھ سکا ہو) کتاب کی دقیق اور فلسفیانہ بحثیں مترجم نے بہ قول خود عمداً ترک کر دی ہیں ۔

مترجم نے ترجمہ کے علاوہ حاشیے بھی اپنی طرف سے بڑی تعداد میں دیئے ہیں جن سے توضیح مطالب میں بڑی مدد مل جاتی ہے ۔ اور شروع میں ۲۵ صفحہ سے زائد کا ایک مفصل پیش لفظ خود ابن رشد اور فقہ اور فقہا پر دیا ہے ۔ مگر حیرت ہے کہ مترجم کا نام کہیں بھی درج نہیں !

شروع میں فہرست مضامین بھی اچھی ہے ۔ پیش لفظ ہی کی بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ کی یہ صرف پہلی جلد ہے اور شاید ایک آدھ جلد ابھی اور شائع ہو ۔ اس کی پوری تصریح سرورق اور دیباچہ میں ضروری تھی ۔ کتاب اپنے آغاز اپنی نافعیت کے لحاظ سے اس کی مستحق ہے کہ اردو میں پوری منتقل کر کے لائی جائے ۔

(۲) المسند للامام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ (عربی) الجزء الاول ۱۶ × ۲۲ صفحہ مجلد ۔ قیمت ؎ ۔ پتہ ادارۃ المصنفین ربوہ ۔ ضلع جھنگ (پاکستان)

امام احمد بن حنبل رحمہ البغدادی (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ) کی مسند حدیث نبوی کی ضخیم ترین ہی نہیں بلکہ مشہور و مقبول ترین کتابوں میں سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ چالیس ہزار حدیثوں کی جامع ہے ۔ کتاب پڑھے لکھوں کے سامنے کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ لیکن چونکہ اس کی ترتیب موضوع وار نہیں بلکہ روایت کرنے والے صحابیوں کے نام کے حساب سے ہے ۔ اس لئے کسی خاص مضمون کی حدیث اس میں تلاش کرنا بڑے جگر کا کام ہمیشہ رہا ہے ۔ اور طلبۂ فن کی یہ آرزو صدیوں سے چلی آ رہی تھی کہ کاش کوئی صاحب ہمت اس ضخیم و بیش بہا مجموعہ کو مضمون کے اعتبار سے از سر نو مرتب کر کے انہیں ابواب میں تقسیم کر دے ۔ جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ ہیں ۔

بڑی خوشی اور دلی مسرت کا مقام ہے کہ یہ سعادت ادارۃ المصنفین ربوہ کے حصہ میں آئی ہے ۔ اور اس نے اسی جدید ترتیب کے ساتھ اس قدیم و ضخیم مجموعہ کو شائع کرنا شروع کر دیا ہے پیش نظر اس کی صرف جلد اول ہے ۔ یہ حسب ذیل بابوں پر شامل ہے ۔

(۱) کتاب ذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ (ابواب فی ذات اللہ ۔ ابواب فی صفات اللہ) (۲) کتاب بدء الخلق (۳) کتاب القدر (۴) کتاب الملائکہ (۵) کتاب الوحی والرؤیا (ابواب الوحی ابواب الرؤیا ۔ دواعی النبوۃ ومکاشفۃ) (۶) کتاب الانبیاء ۔

کلمۃ الادارۃ کے زیر عنوان بیس صفحہ کا عربی پیش لفظ ہے ۔ اس کے اور مفصل فہرست مضامین کے علاوہ آخر میں مسند کے سابق ایڈیشن کے حوالے موجود ہیں ۔ ہر صفحہ کے نیچے حاشیئے خاص طور پر قیمتی ہیں ۔ ان میں نہ صرف ہر حدیث کے ضعف و صحت کی تصریح ہے بلکہ ان حدیثوں کی تخریج بخاری، مسلم وغیرہ صحاح کی دوسری کتابوں سے درج ہے اور یہ تصریح بھی کہ کون کون سی روایتیں خود امام احمد کی ہیں اور کون سی آپ کے صاحبزادے ابو عبدالرحمن یا ان کے شاگرد ابوبکر القطیعی کی شامل کی ہوئی ۔ یہ ترتیب و تبویب جدید یوں بھی کچھ کم قابل قدر نہ تھی ۔ اور ان معلومات کے اضافہ نے تو اس خدمت کو اور زیادہ قیمتی بنا دیا ہے ۔ ادارہ اس دینی خدمت پر سارے طلبۂ حدیث کی طرف سے شکر گزاری کا مستحق ہے ۔

ایک خوشی اس کی بھی ہے کہ یہ بدنام فرقہ احمدیہ اپنی تنگ و محدود "فرقہ واریت" سے نکل کر عام اسلامی دینی خدمات کی طرف قدم بڑھا رہا ہے[1] چنانچہ "ہدایۃ المجتہد" کا ترجمہ اور مسند امام احمد کی کتب کی ترتیب و تہذیب یہ دونوں خدمتیں اسی تفصیل سے ہیں ۔

(صدق جدید ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء)

دورہ جماعتہائے کشمیر

پروگرام دورہ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل معاون ناظر بیت المال قادیان

علاقہ کشمیر کی اکثر جماعتیں زراعت پیشہ ہیں ۔ اور ماہ اکتوبر میں اس علاقہ میں فصلوں کی کٹائی اور پھل پک کر تیار ہوتے ہیں ۔ اگر عہدیداران مال فصل کے موقعہ پر پوری جدوجہد اور کوشش فرمائیں ۔ تو چندہ جات کی سو فیصدی وصولی ممکن ہو سکتی ہے ۔ اس لئے عہدیداران مال سے درخواست ہے کہ وہ جملہ احباب سے بقایا سابقہ اور موجودہ مالی سال کے بجٹ چندہ کی وصولی کے لئے مؤثر کوشش فرمائیں ۔

علاقہ کشمیر کی جماعتوں میں مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل معاون ناظر بیت المال دورہ فرمائیں گے ۔ انشاء اللہ ۔ جملہ امراء، صدر صاحبان، سیکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران سے توقع ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کی آمد سے پورہ فائدہ اٹھائیں گے ۔ اور ضروری امور کی انجام دہی کے لئے ان کے ساتھ پورا تعاون فرمائیں گے

ناظر بیت المال قادیان

روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
قادیان	۶-۱۰-۵۹	سرینگر	۷-۱۰-۵۹	۲ دن	
سرینگر	۱۰-۱۰-۵۹	شورت	۱۰-۱۰-۵۹	۲ ״	
شورت	۱۳-۱۰-۵۹	کنی پورہ	۱۳-۱۰-۵۹	۱ ״	
کنی پورہ	۱۵-۱۰-۵۹	یاڑی پورہ	۱۵-۱۰-۵۹	۱ ״	
یاڑی پورہ	۱۷-۱۰-۵۹	چک ایبرچ	۱۷-۱۰-۵۹	۱ ״	
چک ایبرچ	۱۹-۱۰-۵۹	باندرجن	۱۹-۱۰-۵۹	۱ ״	
باندرجن	۲۱-۱۰-۵۹	آسنور	۲۱-۱۰-۵۹	۳ ״	
آسنور	۲۵-۱۰-۵۹	رشی نگر	۲۵-۱۰-۵۹	۲ ״	
رشی نگر	۲۸-۱۰-۵۹	شوپیاں، نانلو	۲۸-۱۰-۵۹	۲ ״	
شوپیاں نانلو	۳۱-۱۰-۵۹	باری پاری گام	۳۱-۱۰-۵۹	۲ ״	
باری پاری گام	۲-۱۱-۵۹	باندی پورہ	۲-۱۱-۵۹	۱ ״	
باندی پورہ	۵-۱۱-۵۹	سرینگر	۵-۱۱-۵۹	۱ ״	
سرینگر	۷-۱۱-۵۹	بھدرواہ	۸-۱۱-۵۹	۲ ״	
بھدرواہ	۱۱-۱۱-۵۹	قادیان	۱۲-۱۱-۵۹	-	

جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

بتاریخ ۱۵ نومبر ۵۹ء

نظارت ہذا کی طرف سے جماعت ہائے احمدیہ ہند کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو ہندوستان میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب منایا جائے ۔ اس جلسہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قدیم روایات کے مطابق مختلف مذاہب کے پیشوایان کی سیرۃ و سوانح عوام کے سامنے ایک ہی سٹیج stage سے بیان کی جائے اور اس طرح باہمی اتحاد و اتفاق کے لئے مناسب فضا پیدا ہو سکے گی ۔ اس موقعہ پر غیر مسلم مقررین کا بھی انتظام کیا جائے ۔ مجھے امید ہے کہ ہندوستان کی جملہ احمدی جماعتیں مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء کو یہ جلسہ اپنی مقامی جماعت میں وسیع پیمانے پر منائیں گی ۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے ۔ (اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو ۔ آمین)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رپورٹیں

جلد بھجوائی جائیں ۔

امید ہے جماعتوں نے پروگرام کے مطابق جلسہ سیرت النبی صلعم کیا ہوگا جن جماعتوں نے تا حال جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ نہ بھیجی ہو ۔ وہ مہربانی فرما کر جلد بھجوا دیں تا کہ خلاصہ بغرض دعا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جا سکے اور اخبار بدر میں بھی ریکارڈ کرایا جا سکے ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

[1] عام اسلامی اور دینی خدمت تو شروع ہی سے جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیت رہی ہے چنانچہ پہلے بھی متعدد اسلامی علمی کتب کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے ۔

خبریں

کولمبو ۲۶ ستمبر۔ لنکا کے وزیر اعظم شری بھنڈارنائیکے جن پر کل دس بجے قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ آج صبح پونے آٹھ وفات پا گئے۔ اس سے پہلے ڈاکٹروں نے ایک بلیٹن میں کہا تھا کہ ان کی حالت اچھی ہو رہی ہے۔ کولمبو میں یہ افواہ ہے کہ شری بھنڈارنائیکے کا قتل اقتدار حاصل کرنے کی ایک سیاسی سازش کا حصہ ہے۔ لنکا کی راجدھانی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں قیام امن کے لئے فوجی دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں۔ آج گورنر جنرل نے اعلان کیا کہ وزیر تعلیم شری دھنانائکے کو قائم مقام وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔ شری بھنڈارنائکے کے قتل کے سلسلہ میں ایک بدھ بھکشو کے علاوہ اس کے ایک اور ساتھی کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ شری بھنڈارنائیکے پر قاتلانہ حملہ کے بعد حملہ آور خود بھی زخمی ہو گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے اس کا اپریشن کیا ہے۔ پولیس ابھی تک اس سے یہ دریافت کرنے میں ناکام رہی ہے کہ اس نے شری بھنڈارنائیکے پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا تھا۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کا بیان ہے کہ شری بھنڈارنائیکے نے رات آرام سے گذاری تھی شری بھنڈارنائیکے کے جسم میں چار گولیاں لگی تھیں۔ پانچ گھنٹے کے اپریشن میں ان کے جگر کی جھلی اتار دی گئی تھی۔ اور جگر اور انتڑیوں کو ٹانکے لگائے گئے تھے۔ شری بھنڈارنائیکے کے جسم میں بیس بوتل خون داخل کیا گیا۔ اپریشن کے دوران میں ایک مرحلہ پر ان کا دل ڈوبنے لگا۔ لیکن بعد میں وہ سنبھل گئے۔ وہ رات کو تین بار بیدار ہوئے۔ حملہ آور کی حالت دریافت کی زیادہ رہی کہ حملہ آور کو بھی ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اس کا اپریشن کیا گیا ہے) شری بھنڈارنائیکے کی موت سوتے میں ہوئی۔ ان کی بیوی اور تین بچے بستر مرگ کے وقت موجود تھے۔ آج صبح ڈاکٹروں کو ان کی شفایابی کی امید تھی لیکن بعد میں ۷ بجے یکایک ان کا دل تیزی سے ڈوبنے لگا اور آٹھ بجے حرکت قلب بالکل بند ہو گئی۔ آخری سانس سے صرف دس منٹ پہلے وہ اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ کہ اچانک ان کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔ اور دو منٹ کے اندر اندر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ لنکا سرکار کو شری بھنڈارنائیکے پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں بھارت کے راشٹرپتی۔ پاکستان کے صدر برطانیہ کی ملکہ۔ فرانس۔ انڈونیشیا برما اور آسٹریلیا کے سربراہوں کی طرف سے ہمدردی کے پیغامات موصول ہوئے ہیں پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے اطلاع دی ہے کہ وزیر تعلیم شری دھنانائیکے نے آج ۱۱ بجے قبل دوپہر وزیر اعظم کے عہدہ کا حلف اٹھایا۔

نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے بھارت اور چین کی سرحد کے سوال پر اپنے ریزولیشن میں ترمیم کرتے ہوئے چین کا وہ دعویٰ مسترد کر دیا ہے۔ جو اس نے بھارت کے بڑے بڑے حصوں پر کافی عرصہ سے تسلیم شدہ پوزیشن کے بالکل برعکس اور طاقت کے بل بوتے پر جتایا ہے۔ ریزولیشن میں امید ظاہر کی گئی ہے کہ یہ غیر منصفانہ دعوے واپس لے لئے جائیں گے۔ اور دونوں ملکوں کے تعلقات کو پھر سے پرامن اور مضبوط بنیادوں پر ڈھالا جائے گا

چنڈی گڑھ ۲۷ ستمبر۔ شری نہرو نے آج اپنی تقریر میں کہا کہ ملک کو خوشحال بادو کے زور سے یا مالا پھیرنے سے نہیں بنایا جا سکتا بلکہ یہ کام نیکرا ہی کے مزدوروں سکولوں کے ماسٹروں اور طرح طرح کے ہاتھ سے کام کرنے والے کاریگروں سے سر انجام پائے گا۔

شری نہرو نے کہا آج عالم امت میں دکیلوں کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ مگر انجنیروں کے بغیر نہیں تاہم میں ایسے انجنیروں کی بات نہیں کر رہا ہوں کہ دفتروں میں بیٹھ کر کام کرتے ہیں بلکہ ان انجنیروں سے ہے جو کہ خود کام کرتے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۲۷ ستمبر۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں اعلان کیا کہ اس وقت جبکہ ایک طاقتور ملک ہماری سرحدوں پر حملے کر رہا ہے پنجابی صوبہ کے نعروں اور کانگرس کے اندرونی جھگڑوں کے لئے کوئی جگہ نہیں یا وقت نہیں " ہندوستان سماچار ایجنسی کے مطابق انہوں نے کہا کہ اس وقت پنجابی صوبہ کا نعرہ بلند کرنا خطرناک بات ہے۔ اور پنجابیوں کو اپنے لوگوں سے محبت دار رہنا چاہیے۔ وہ تیسرے پانچسالہ پلان کے بارے میں بحث ختم کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آج ضرورت ہے۔ چار کروڑ عوام ملک کی خوشحالی اور تمدن کے لئے پوری طاقت لگا دیں۔ میں چند ماہ میں ۷۰ برس کا ہو جاؤں گا۔ لیکن میرا دل و دماغ اب بھی تندرست ہے۔ اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ میں وزیر اعظم رہتا ہوں یا نہیں۔ میں بھارت واسی ہوں۔ اور اس کی خوشحالی اور ترقی کے لئے جی جان سے محنت کروں گا بھارت کی ترقی کے لئے تین باتیں ضروری ہیں جو یہ ہیں۔ لوہا بجلی اور مشینیں۔ ہمیں یہ باتیں حاصل کر کے خوشحال سماج قائم کرنا ہے اس سے لوگوں کی آمدنیوں کا فرق کم ہو گا۔

گیٹس برگ ۲۷ ستمبر۔ کل صدر آئزن ہاور اور مسٹر خروشچیف کے مابین مشرق اور مغرب کے اختلافات کے بارے میں پانچ گھنٹے بات چیت ہوئی۔ انہوں نے برلن اور جرمنی کے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔ اس کے بعد وائٹ ہاؤس کے پریس سیکرٹری جیمز ہیگرٹی نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ جرمنی اور برلن کے مسائل پر بات چیت جاری رہے گی ۰۰ ان معاملات پر بات چیت آگے بڑھانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا ماحول اب بھی اچھا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں کہوں گا ماحول اچھا ہے۔ لیکن کئی سنجیدہ مسائل پر غور ہونا ہے اور یہ مسائل جرمنی کے گرد گھومتے ہیں۔ صدر آئزن ہاور اور وزیر اعظم خروشچیف نے زیادہ تر جرمنی اور برلن کے مسائل پر ہی غور کیا ہے تخفیف اسلحہ اور دیگر معاملات پر بھی غور ہوا۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے خاص نامہ نگار نے لکھا ہے کہ صدر آئزن ہاور اور مسٹر خروشچیف نے ابتداء میں پانچ گھنٹے تک اپنے مشیروں کی موجودگی میں بات چیت کی۔ اور بعد میں وہ ڈیڑھ گھنٹہ تک نجی طور پر بات چیت کرتے رہے کل رات ان راہنماؤں کی بات چیت نازک مرحلہ پر پہنچ چکی تھی ان کی بات چیت جمعہ کو شروع ہوئی تھی۔ اور یہ آج رات ختم ہونے والی تھی۔

نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ پاکستان میں مستقبل قریب ہی میں ایک ریسرچ سنٹر کھولا جائے گا جس میں اسلام مذہب کی تعلیم کے تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے گا۔ پاکستان سرکار نے اس مد میں ۳ لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے۔

واشنگٹن ۸ ستمبر۔ وزیر اعظم مسٹر خروشچیف

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر کو منعقد ہو گا۔ جملہ امراء، پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت استفادہ کے لئے قادیان تشریف لائیں (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)